

Vol. II
No. 13



Saturday
4th September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	PAGES
L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954—Passed	599-614
L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954—Passed	615-623
Business of the House	624
L. A. Bill No XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954—1st reading not concluded	624-654

Note: - In this Part a star (*) at the commencement of the speech denotes confirmation not received.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Saturday, the 4th September, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock

[*Mr. Speaker in the Chair.*]

Questions and Answers

(See Part I)

L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954

New Clause 13.

Mr. Speaker : We shall take up the discussion on the amendment of the Minister for adding a new clause. An amendment to that amendment has been tabled.

Shri L. N. Reddy (Wardhannapet) : Sir, I beg to move :

“That for the portion beginning from ‘for obtaining the right of possession’ and ending with ‘sub-section (2) of section 12’ substitute :

“as a price towards the inam land in his possession, such tenant shall be entitled to be registered as an occupant of the said land without being liable to pay any further amount for the said land and no such Inamdar shall be entitled to any further compensation for the said land”.

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ (بھوکردن - عام) :— مسٹر اسپیکر - بہتر یہ ہوگا کہ جو ترمیم بعد میں لائی گئی ہے اوس پر ممبر انچارج آف دی بل اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ انہوں نے یہ کلاز بل میں کیوں ایڈ (Add) کیا ہے -

مسٹر اسپیکر :— ممبر انچارج آف دی بل اپنے امندمنٹ کا مشا واضح کریں - مسٹر فارا اکسائز ، فاریسٹس اینڈ ریوینیو (شری کے - وی - رنگ ریڈی) :— مسٹر اسپیکر - یہ نیا کلاز اسلئے پیش کیا گیا ہے کہ ہم نے قولدار قابضین کے چار اقسام بتائے ہیں - قابض قدیم - پرمیننٹ ٹیننٹ پروٹیکٹڈ ٹیننٹ - نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ - قابض

ہو تو اوس سے پریم (Premium) نہیں لیا جائیگا باقی تینوں سے پریم لیا جائیگا۔ اس بارے میں مختلف آئریبل ممبرس کے مباحث کے بعد میں نے اس پر غور کیا تو مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اگر کوئی قولدار انعامدار کو پہلے سے معاوضہ دیکر قبضہ حاصل کیا ہے تو کم از کم اوس نے انعامدار کو جو معاوضہ پہلے ادا کیا ہے اوس حد تک انعامدار کو محروم کر کے قولدار کو مجرا دینا چاہیے۔ اسلئے انعامدار کو جس قدر معاوضہ مل سکتا ہے اوس کے پریم میں سے اوس حد تک مجرا کیا جانا چاہئے جو اوس نے پہلے حاصل کیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو قولدار کے لئے نقصان کا موجب ہوگا۔ اسلئے مقررہ معاوضہ لیکر انعامدار کو دینے کے لئے جو اس میں گنجائش رکھی گئی تھی اوس کو زائل کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ یہ ترمیم جدید دفعہ کے طور پر اس میں رکھی گئی ہے۔ اگر آئریبل ممبرس کو اس سے اختلاف ہو تو میں اس کا جواب دوں گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب قولداروں کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوگا کیونکہ انعامدار ایک دفعہ جو معاوضہ لے چکا ہے اوسکو دوبارہ نہیں ملنا چاہئے۔ متعدد دفعات کے ضمن میں خود آپ نے اس کا مطالبہ کیا تھا کہ دوبارہ معاوضہ ادا کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر آپ نے ترمیم بھی پیش کئے تھے۔ آئریبل ممبرس کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے جسکی وجہ سے انعامدار اور قولدار دونوں کے حق میں یکساں انصاف ہوگا۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کوٹڈور) :- ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ رکھنے والے انعامداروں سے متعلق ہے یا ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ سے زیادہ رکھنے والے انعامداروں سے متعلق ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- قولداروں کے فائدہ کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ انعامدار چونکہ پہلے معاوضہ لیا ہوا ہوتا ہے اسلئے اسکو محروم کرنے کے لئے اور قولدار کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔

* شری ایل۔ این۔ ریڈی :- ہماری جانب سے جو امینڈمنٹ پیش کیا گیا ہے اوس میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ ہمارے مسلسل اصرار کی بناء پر ممبر انچارج آف دی بل نے یہ امینڈمنٹ پیش کیا ہے۔ اسکے نہ ہونے سے قولداروں کا نقصان ہو رہا تھا۔ اوسکی تلافی کے لئے اور ہماری خواہش کی تکمیل کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ امینڈمنٹ لائی گئی ہے لیکن ہماری خواہش اتنی ہی نہیں تھی۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ جو معاملات انعامدار نے قولدار سے کئے ہیں اوسکے لحاظ سے کامل طور پر مجرا کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو کیا نتیجہ ہوگا۔ اس چیز کو ہاؤز کے سامنے لاؤنگ ٹاکہ منسٹر صاحب نے جس طرح ہماری ترمیمات کے بعد سوچ کر یہ دوسری ترمیم لائی ہے اسی طرح ہمارے اس اعتراض کے بعد اس میں ترمیم کرنے پر غور کریں۔ اور یہ خیال کریں کہ واقعی یہ نہایت واجبی بات ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ گورنمنٹ کے لئے بھی یہ ترمیم فائدہ مند ہوگی اسلئے کہ گورنمنٹ کی فزیری پر بار عائد کرنے کی جو کوشش کی جائیگی

اوس کا بھی سدباب ہوگا۔ اس واسطے میں یہ چیز ہاؤز کے سامنے لارہا ہوں۔ اس سلسلہ میں کل منسٹر صاحب سمسٹان ونپرق کے متعلق جواب دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ پولیس ایکشن کے بعد سیریات سے متعلق جو رقم خزانہ سرکاری میں جمع کی گئی ہے وہ واپس نہیں دی جائیگی۔ بلکہ بحق سرکار ضبط متصور ہوگی۔ سو فیصد ضبط ہوگی یہ تو انہوں نے نہیں کہا لیکن اون کا مفہوم یہی تھا۔ مگر ونپرق کے راجہ صاحب نے زمینات فروخت کر لئے ہیں اور کاغذات جمع بندی میں پٹے کے حقوق دئے ہیں۔ آج وہ تمام حقوق خود بہ خود رعایا کے حق میں منتقل ہو گئے اور وہ رعایا سرکار عالی میں زر مالگزاری جمع کر چکی ہے۔ وہ رقم واپس نہیں کرینگے۔ ممکن ہے اس اصول پر ہمارے منسٹر صاحب نے کل جواب دیا ہو۔ میں بھی اون ہی اصولوں کو لیکر آگے بڑھ رہا ہوں۔ جو لوگ اب تک اپنے حقوق خرید و فروخت کے ذریعہ یا معاہدہ بیع کے ذریعہ منتقل کئے ہیں اون سے بھی وہی اصول متعلق کیا جائے۔ کل سوالات کے ضمن میں منسٹر صاحب نے فرمایا تھا۔ آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی اراضیات فروخت کر لی ہیں۔ اور آج اس قانون کے لحاظ سے اون کے حقوق کسی اور طریقہ سے تعین کئے گئے ہیں۔ اوس زمانہ میں جو زمینات خریدی گئیں تو اوس وقت اون کی قیمت کا تعین نہیں تھا۔ لیکن آج اس قانون کے لحاظ سے کچھ طریقے معین کئے جا رہے ہیں۔ اس کی رو سے پرمیننٹ ٹینٹ ہونے کی صورت میں لینڈ ریونیو کا (۲۵) گونا۔ پروٹیکٹیڈ ٹینٹ ہونے کی صورت میں (۴۰) گونا اور نان پروٹیکٹیڈ ٹینٹ ہونے کی صورت میں (۶۰) گونا ہوگا۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اوس زمانہ میں اوس نے زمین خریدی تھی تو قیمت کا تعین حکومت کی طرف سے نہیں تھا۔ اس لئے جو زمین لینا چاہئے تھا وہ لے لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ لیکن آپ پھر اس سے اضافہ طلب کر رہے ہیں۔ جو اوس پر بار کا موجب ہوگا۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ سے قولدار اور انعامدار دونوں کے سازش کرنے کا امکان ہے اور سرکاری نقصان کا بھی احتمال ہے۔ میں مثال کے طور پر اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ ایک ٹینٹ نے انعامدار سے زمین خریدی۔ ایسا ٹینٹ یا تو پرمیننٹ ٹینٹ ہو سکتا ہے یا پروٹیکٹیڈ ٹینٹ ہو سکتا ہے یا نان پروٹیکٹیڈ ٹینٹ ہو سکتا ہے۔ ایک انعامدار نے (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی کو ایک شخص کے ہاتھ اس قانون کے نفاذ سے پہلے فروخت کیا۔ اگر اوس ٹینٹ نے ۱۰۔ جون سنہ ۵۰ ع سے پہلے زمین خریدی ہے تو وہ پرمیننٹ ٹینٹ ہو جاتا ہے۔ اور دواسی قول کی لکھا پڑھائی ہو سکتی ہے اور ہمارے قانون کے لحاظ سے وہ پرمیننٹ ٹینٹ ہو جاتا ہے۔ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی کیا قیمت ہو سکے گی میں عرض کروں گا۔ (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی اوس نے دو ہزار روپیہ میں خریدی ہے۔ اور آج (۲۵) گونا زر مالگزاری اوس کو ادا کرنا ہوگا جس کی قیمت پانچ ہزار روپیہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے سابق قیمت کے مقابلہ میں پرمیننٹ ٹینٹ کو تین ہزار روپیہ زائد ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ اوس سے پانچ ہزار روپیہ وصول کر کے تین ہزار روپیہ انعامدار کو دے گی اور دو ہزار خود

لیگی۔ اب اس ترمیم کے لحاظ سے اوس سے جو تین ہزار روپیہ لئے گئے ہیں اوس میں سے دو ہزار روپیہ مجرا کئے جائیں گے۔ اور ایک ہزار کا بار اوس پر عائد ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقابلہ سابق کے اس اسٹمنٹ کی وجہ سے اوس کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ پانچ ہزار روپیہ میں سے تین ہزار روپیہ انعامدار کو دیں گے۔ لیکن ٹینٹ نے سابق میں دو ہزار روپیہ ادا کیا ہے اس لئے وہ دو ہزار اون تین ہزار میں سے مجرا ہوں گے۔ اور ایک ہزار روپیہ انعامدار کو ملیں گے۔ اس لئے اب انعامدار پر مینٹ ٹینٹ سے سازش کریگا۔ وہ ٹینٹ سے کہے گا کہ آپ مجھے دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں اور مزید اب ایک ہزار روپیہ آپ کو دینا پڑیگا۔ اس لئے وہ ایک ہزار روپیہ مجھے دیدیئے میں آپ کو بارہ سال کے رسائد اجرا کردوں گا آپ قابض قدیم کی تعریف میں آجائیں گے اور مجھے زائد رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیوں کہ قابض قدیم کے نام پر بلا معاوضہ پٹہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ٹینٹ بجائے تین ہزار روپیہ دینے کے ایک ہزار روپیہ اوس کو آفر (Offer) کر کے بارہ سال کے رسائد لے لیگا۔ ممکن ہے وزیر مال یہ فرمائیں کہ ہم اون کاغذات کی بھی جانچ کریں گے۔ لیکن ایسے کاغذات جمع بندی کے لئے آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ اور اوس کو آپ چک نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے یہ سازش کامیاب ہوگی۔ اب اس کے بعد سرکار کو کیاملیگا۔

انعامدار اس کے بعد یہ کہے گا کہ چونکہ گورنمنٹ نے میری اراضی قابض قدیم کے حق میں ٹپہ کی ہے اس لئے مجھے اوس زمین کا معاوضہ دلایا جائے۔ اوس وقت قابض قدیم کو کیا معاوضہ ملے گا۔ زر مالگزاری کا ساڑھے سترہ گونا تسلیم کیا جا چکا ہے اوس میں سے جڑی جو عام طور پر لینڈ ریویو کا ($\frac{1}{8}$) ہوتی ہے منہا کی جائیگی۔ اور وہ منہا کرنے کے بعد وہ رقم اوس کو ملیگی۔ گویا اوس کو (۲۱۳۳-۸۰) روپیہ خزانہ سے دینا پڑیگا۔ یہاں پریم وغیرہ کا سوال نہیں آسکتا۔ یعنی (۶۰) فیصد اوس کو دینا اور (۴۰) فیصد اوس کو دینا یہ سوال نہیں ہوتا۔ پریم اون کو دیں گے جو ٹینٹ سے وصول کرتے ہیں یہاں تو پریم کا سوال نہیں آتا۔ اس واسطے لازماً (۲۱۳۳-۸۰) دینا پڑیگا۔ اور پھر ادھر وہ پندرہ سو روپیہ ٹینٹ سے حاصل کرتا ہے اس طرح گویا اوس کو تین چار ہزار روپیہ کی آمدنی ہوگی۔ اور پھر اس طرف سرکار کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ٹینٹ کو قابض قدیم قرار دینے کی وجہ سے رقم ادا کرنا ہوگا۔ اور چونکہ جڑی اوسی انعامدار کو آپ ادا نہیں کر رہے ہیں ایسی صورت میں (۲۰) سالہ زر مالگزاری

کا معاوضہ دیں گے۔ اس طرح ۲۵ سو روپیہ معاوضہ ہوگا جو خزانہ سے دینا پڑیگا۔ یہ تو آپ پر مینٹ ٹینٹ کو بیچ رہے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ جو پروٹیکٹڈ ٹینٹ ہے یعنی جو شخص ۱۔ جون سنہ ۵۰ ع کے بعد زمین خریدا ہے اوس کو تو آپ ریگنائز (Recognise) نہیں کرتے۔ یہ چیز تو بیل میں صاف صاف ہے۔ ایسی صورت میں جو معاہدہ سنہ ۵۰ ع کے بعد ہوا ہے اوس کے پروٹیکٹڈ ٹینٹ کے حق میں کیا اثرات ہونے والے ہیں۔ یہی کہ انعامدار اس قانون سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ ۱۲۵ روپیہ زر مالگزاری کی زمین دو ہزار میں پروٹیکٹڈ ٹینٹ نے سنہ ۵۱ ع میں خرید لی۔ ملٹی پل کے لحاظ سے معاوضہ (۷۰۰) روپیہ

ہوگا۔ جس زمانہ میں اوس نے یہ زمین خریدی اوس وقت قیمت کا تعین نہیں تھا۔ اور نہ کوئی اصول مقرر تھے۔ لیکن آج آپ اوس سے کیا مطالبہ کر رہے ہیں۔ (۷۰۰) روپیہ اس میں انعامدار کا حصہ (۴۰۰) روپیہ اور گورنمنٹ کا شیر (۳۰۰) روپیہ انعامدار کو اس سے قبل ہی دو ہزار روپیہ پہنچ چکے ہیں اور مزید (۲۰) سو روپیہ طلب کئے جائیں گے۔ گویا ٹیننٹ کو (۵۰۰) روپیہ زائد دینا ہوگا۔ اب انعامدار سازش کریگا وہ ٹیننٹ سے کہے گا کہ آپ کو (۵۰۰) روپیہ دینے پڑیں گے۔ مجھے دو ڈھائی ہزار روپیہ دیدیجئے میں آپ کو قابض قدیم بنا دیتا ہوں اور رسائد لکھدیتا ہوں۔ چونکہ ٹیننٹ کو (۵۰۰) روپیہ دینا پڑتا ہے اور انعامدار صرف دو ڈھائی ہزار روپیہ طلب کر رہا ہے اس لئے بخوشی ٹیننٹ انعامدار کو وہ رقم ادا کردیگا اور بارہ سال کے رسائلیگا۔ جب وہ اس طرح قابض قدیم بن جائیگا تو قانون کے لحاظ سے اوس کے نام پٹہ کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اوس وقت انعامدار اگر آپ سے کہئے گا کہ آپ نے چونکہ قابض قدیم کو اراضی دی ہے اس لئے یا تو مجھے آپ (۲۱) سو روپیہ دیجیے یا ۲۰ سو روپیے جڑی وضع کر کے دیجئے۔ نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کے سلسلہ میں بھی (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی زمین کی قیمت (۷۰۰) روپیہ ہوتی ہے۔ میں نے جو تمثیل دی ہے وہ غلط ہے۔ (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی کی قیمت (۷۰۰) روپیہ جو ہوتی ہے وہ نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔ اوس کو زائد از پانچ ہزار روپیہ دینا پڑیگا۔ میں نے پہلے جو پرمیننٹ ٹیننٹ کو متعلق کر کے تمثیل دی ہے وہ دراصل پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تمثیل تھی۔ غلطی سے میں نے پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کو پرمیننٹ ٹیننٹ کہا ہے۔ (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی جو دو ہزار روپیہ میں خریدی گئی پرمیننٹ ٹیننٹ کی صورت میں اوس کا معاوضہ (۳۱۲۵) روپیہ قرار پاتا ہے۔ اس معاوضہ کا مطلب کیا ہے۔ گورنمنٹ اپنا (۴۰) پرسنٹ معاوضہ (۱۱۲۵) روپیہ لیگی۔ اور اوس کو ساٹھ پرسنٹ دے گی۔ اب تک کاشتکار سے اوس نے دو ہزار روپیہ حاصل کر لیا ہے پرمیننٹ ٹیننٹ قرار دینے کی وجہ سے (یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ۵۰ ع کے پہلے خریدا ہے) (۱۸۷۵) روپیہ زر معاوضہ قرار پاتا ہے۔ ایسی صورت میں پرمیننٹ ٹیننٹ سے سرکار کو رقم وصول طلب نہیں رہتی۔ اس کے پہلے میں نے جو بحث کی ہے وہ یہ ہونی چاہیئے کہ (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی قیمت (۳۱۲۵) روپیہ قرار پاتی ہے۔ اس میں سے انعامدار کا شیر (۱۸۷۵) روپیہ اور گورنمنٹ کا شیر (۱۱۲۵) روپیہ ہوگا۔ چونکہ وہ پرمیننٹ ٹیننٹ قرار دیا گیا ہے اور چونکہ اوس نے زیادہ رقم ادا کی ہے اب اس میں سے کوئی رقم انعامدار کو نہیں ملیگی۔ اس لئے انعامدار قولدار کو ورغلائیگا کہ چونکہ آپ کو (۱۱۲۵) روپیہ گورنمنٹ کو دینا پڑیگا اس لئے آپ تھوڑی سی رقم مجھے دے دیں تو میں بارہ سالہ قبضہ کے رسائد دیدیتا ہوں آپ قابض قدیم بن جائیں گے۔ ادھر وہ گورنمنٹ سے ڈیمانڈ کرے گا کہ میری زمین آپ نے قابض قدیم کے نام پر پٹہ کی ہے اس لئے مجھے اوس کا معاوضہ دیجئے۔ اس مطالبہ کا پورا کرنا آپ پر لازم ہو جائیگا۔ اس طرح انعامدار اور قولدار کے درمیان سازش ہوگی اور ادھر گورنمنٹ ٹریژری پر بھی بار ہوگا۔ اس لئے ان چیزوں کا سدباب کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔

اس لئے میرا جو امینڈمنٹ آپ کے سامنے پیش ہے اس کو مان لیں تو نہ خزانہ پر کوئی بار پڑیگا اور نہ اودھر کاشتکار کو کوئی نقصان ہوگا۔ اس میں ہم یہ قرار دیرہے ہیں کہ اگر خود انعامدار زمین کو فروخت کیا ہے تو کمپنیشن (Compensation) (طلب کرنے کے حق سے محروم ہو گیا اس لئے کہ اس نے اپنے حقوق کو اپنی مرضی سے خریدار کے حق میں منتقل کیا ہے۔ یہ شرط اسی اصول پر ہے جس کا جواب کل منسٹر صاحب نے اسمبلی میں دیا ہے۔ جب وہ اپنے حق سے دست بردار ہو گیا ہے تو اس کو مزید معاوضہ دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہ اکثر انعامداروں اور قوالداروں کے درمیان اس قسم کے معاہدے ہوں گے کیونکہ ایسی زمینات خریدنے والے اکثر ہوشیار لوگ ہی ہیں اور وہ معاوضہ کے لئے گورنمنٹ کے سامنے آئیں گے۔

اور ایک چیز یہ ہے کہ بعض سمستانوں میں مثلاً ونپرقی یا گدوال یا کسی اور سمستان میں چونکہ ان کی ہزاروں ایکڑ کی سیریات ہیں اور وہاں قابض قدیم نکلیں تو آپ خزانہ سے ان کو معاوضہ دیں گے۔ اگر وہ لوگ زمینات خرید کئے ہیں تو وہ رسید حاصل کریں گے اور ان کے لئے بھی معاوضہ دینا پڑیگا۔ اس لئے میں ممبرانچارج آف دی بل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میرے امینڈمنٹ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ جیسا کہ کل اور پرسوں ہمارے اعتراضات پر غور کر کے انہوں نے ان کو قبول فرمائے ہیں اسی طرح اس کو بھی قبول فرمائیں، کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ خزانہ پر بار نہ پڑے۔ یہاں قانون کوری ٹراسپیکٹیو ایفکٹ (Retrospective effect) (دینے سے سازش کرنے کا امکان ہے اگر وہ دس سال سے قابض ہے تو بھی آپ اس کو پرمیننٹ ٹیننٹس کہتے ہیں اور سنہ ۱۹۵۰ ع میں یا اس کے بعد خریدا ہے تو اس کو نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ بنارہے ہیں۔ اس لحاظ سے اس میں کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اس لئے ٹریژری بنچس اور خاص طور پر ممبرانچارج آف دی بل اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔

* شری ایم۔ رام ریڈی (ونپرقی) اسپیکر سر۔ ابھی جو امینڈمنٹ آنریبل ممبرانبل۔ این ریڈی صاحب نے پیش کیا ہے اس کے متعلق انہوں نے کافی وضاحت سے بحث کی اور نمکشن اینڈ فیگرس (Facts and figures) کے ساتھ اس کو اکسپلین (Explain) (کرنے کی کوشش کی۔ جو نیا کلاز آنریبل موور آف دی بل نے پیش کیا ہے اس کے کیا امپلیکیشنس (Implications) (ہونے والے ہیں اور اس سے خزانہ پر کس قدر بار پڑنے والا ہے یہ بتلایا۔ اس کے ماسوا میں یہ سمجھنا ہوتا ہے کہ جو نیا کلاز ہے جیسا کہ آنریبل موور آف دی بل نے فرمایا بار بلو اپوزیشن بنچس کی جانب سے یہ اصرار کیا گیا اور ہر اسپیکر نے اصول کیا کہ کچھ پروویژن یہاں رکھنا چاہئے تاکہ خریداروں کا پروٹیکشن (Protection) (ہوسکے۔ اس مقصد سے ہم نے یہ نیا کلاز لایا ہے جو بہت پروگریسو (Progressive) (ہے۔ لیکن جب ہم اس کلاز کو پڑھتے ہیں تو اس میں جو مقصد ہونا چاہئے تھا وہ اس سے کوسوں دور ہے۔ اس کلاز کے پڑھنے سے مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ

خریداروں یعنی پروٹیکٹیڈ ٹیننٹس اور نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹس کا فائدہ ہونے والا ہے لیکن ایک تعجب خیز چیز یہ ہے کہ حق انعام الگ اور حق پٹہ الگ چیز ہے تسلیم ہونے کے باوجود قانون میں پوزیشنس (Possession) بیچ لیا ہے یہ الفاظ لائے گئے ہیں۔ اس سے یہاں پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس کے علاوہ ایک چیز یہ کہی گئی ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے جو کمپنیشن کا تعین کیا گیا ہے وہ ادا شدہ رقم سے منہا کریں گے۔ ہماری گورنمنٹ جسے ہم عوامی گورنمنٹ کہتے ہیں وہ اون راجاؤں سے بھی زیادہ سختی کر رہی ہے جو واقعتاً زمین کے انعامدار ہیں۔ راجہ راسیشور صاحب نے تین گونا تری اور ۱۰ گونا خشکی کا دھارا لیکر مکمل پٹہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن آج کی گورنمنٹ نے اس قانون میں جو معاوضہ مقرر کیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اب مزید یہ ہو رہا ہے کہ آپ راجہ صاحب کو رعایا سے معاوضہ وصول کر کے دیں گے۔ میرے پاس آج چند گاؤں سے شکایت آئی ہے کہ گدوال میں یہ ہوا ہے کہ دو تین مہینے سے نوٹیسس (Notices) اشیو (Issue) کئے گئے ہیں کیونکہ رقم مالگزاری یا قولی رقم راجہ صاحب کو نہیں دیر ہے ہیں۔ اب وہ رجسٹرڈ ڈیڈ (Registered deed) پیش کر کے تین سالہ رقم وصول کرنے کے لئے تین چار سو دعوے دائر کئے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ یا تو مجھے ۱۰ گونا قول دیکر پوری طرح پٹہ کراؤ یا ۳ سال کا پٹہ دو۔ اس کے بعد جو قانونی حق مجھے ملے گا میں لوں گا۔ اس طرح وہاں کی رعایا پریشان ہو کر کچھ نہ کچھ دام طے کر لے رہی ہے اور کسی نہ کسی طرح سے زمین بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کی ۵ ایکڑ تری اور ۲۰ ایکڑ خشکی تھی۔ وہ ۲۰ ایکڑ خشکی بچانے کے لئے ۵ ایکڑ خشکی چھوڑ دے رہا ہے۔ بلا معاوضہ کے لئے راجہ صاحب کہہ رہے ہیں اس لئے مجبوراً وہ ایسا کر رہے ہیں۔ جس قسم کے معاہدے ہوئے ہیں جیسا کہ یل بن ریڈی صاحب نے اپنے امینڈمنٹ میں پیش کیا ہے اگر وہ بیع ہوں تو صحیح تسلیم نہ فرمائیں ورنہ رعایا کو (پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ اور نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ) کو فائدہ پہنچانے کے بجائے ان کے حق میں مضرت رساں قانون بنانے کے مترادف ہوگا۔ چھوٹے انعامدار جن کے پاس ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ سے کم اراضی ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا یہ ونپرق۔ گدوال۔ کولاپور۔ آتماکور وغیرہ کا سوال ہے یہ بہت بڑی سیریات ہیں اور مجھے تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ (معاف فرمائیں) ہماری حکومت جاگیرداروں سے اور ان انعامداروں سے سبز باز کر لی ہے ورنہ کوئی بلت سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں اس قسم کا کلارز لا رہے ہیں کیونکہ اس قسم کا کلارز لاکر آپ رعایا کا تو فائدہ نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آرٹیکل منسٹر قوم کو قبول فرمائیں گے۔

* شری جی۔ گوہال راؤ (پاکھال) :- مسٹر اسپیکر سر۔ جو امینڈمنٹ کلارز ۳ کی شکل میں ایوان کے سامنے آیا ہے اس میں دو چیزیں بتلائی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دفعہ

۶۔ ۷ اور ۸ کے تحت جو انعامی اراضیات خریدی گئی ہیں انکی ۶ فیصد سے زیادہ قیمت دی گئی ہے تو معاوضہ دینا نہیں پڑیگا اگر اندرون ۶ فیصد ہے تو اوس پر معاوضہ دینا پڑیگا۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ انعامی زمین پر جو کاشتکار ہیں ان میں زیادہ تر لوگوں کو اس قانون کے تحت معاوضہ دینا پڑیگا۔ اگر وہ انعامداروں کے حق میں چلی گئی ہیں تو گورنمنٹ نے اپنا جو ۴۰ فیصد کا حصہ رکھا ہے وہ واپس لیگی۔ لیکن ۶۰ فیصد سے زیادہ رقم دئے ہیں تو وہ واپس نہیں دلانے گئی اگر انعامدار پہلے سے بیچ چکے ہیں اور معاہدہ ہوچکا ہے تو درمیان میں ہمارے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ خبردار آپ نہیں خرید سکتے مجھے معاف فرمائیے اگر میں یہ کہوں کہ آپ بیچ میں دلالی کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بیچ میں بیٹھکر ۴۰ فیصد کی کمی کرنا چاہتی ہے لیکن اس سے پہلے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ حق انعام الگ ہے اور حق پٹہ الگ ہے مگر وہ ان حقوق سے دست بردار ہوچکا ہے تو آپ پھر کونسا معاوضہ دلانا چاہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ایک نیا کلاز لایا جائے۔ نیا کلاز آیا اور اس پر مبارک باد بھی دیجاتی کیونکہ ڈھائی سال سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ گورنمنٹ اچھا قانون بھی بناتی ہے تو اسے مبارک باد نہیں دی جاتی لیکن جب ہم اس کلاز کو دیکھتے ہیں تو وہ ایک فرسودہ کلاز ہے اور اس میں انعامداروں کے مفاد کو مضمر رکھا گیا ہے۔ ابھی جیسا کہ رام ریڈی صاحب نے فرمایا آئندہ الیکشنس (Elections) میں جو الیکشن اکسپنس (Election expenses) ہوں گے اس میں اپنا حصہ رکھنے کے لئے زمیندار سے دوستی باقی رکھنے کے لئے یہ کلاز لایا گیا ہے۔ ابھی ایک آرڈرل ممبر نے اپنی جانب سے جو امینڈمنٹ پیش کیا ہے اس سے نہ کسی قسم کا گورنمنٹ پر بار ہوگا اور نہ پانچ سال یا پانچ دن پہلے خریدنے کا سوال پیدا ہوگا۔ اور یہ کہ اس میں ان پوزیشنس (In possession) رکھے ہیں تو وہ زمین اس کے ذاتی قبضہ میں رہنا چاہئے ایسے الفاظ رکھنے کی وجہ سے ایک ٹیننٹ قابض قدیم کی حیثیت میں آجائیکا جس کی وجہ سے گورنمنٹ ٹریژری پر کافی بار پڑیگا۔ ان اپوزیشنس سے پروٹیکٹڈ ٹیننٹس اور نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹس اور قابض قدیم پر کیا اثر پڑیگا اس سے نہ گورنمنٹ کا کوئی نقصان ہونے والا ہے اور نہ انعامداروں کا کوئی نقصان ہونے والا ہے اور نہ پٹہ داروں کا۔ اس لئے اس امینڈمنٹ کو مان لیا جائے تو مفید مقصد نکل سکتا ہے۔

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی :- اسپیکر سر۔ شروع میں یہ کہا گیا کہ ونپری کے انعامات کی رقم دو سالہ جو گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے اس کو میں نے ضبط کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ انعامات فروخت کر لئے گئے ہیں اور سرکار میں دو سالہ رقم جمع ہوئی ہے تو فروخت غیر قانونی طور پر ہونے کی وجہ سے رقم کی نسبت کا عمل ہوگا۔ میں نے مشروط طور پر کہا تھا کہ اگر حق انعام فروخت کیا گیا ہے تو وہ ضبط کیا جائیگا۔ میں نے اراضی انعام کا قبضہ فروخت کرنے کے بارے میں جواب نہیں دیا تھا۔ اگر ملکیت انعام کے حق کو فروخت کیا ہے تو قانوناً اس کو ضبط کرنے کے احکام ہیں۔

نفس ترمیم کے متعلق آپ نے دو چیزوں کو جو صاف ہیں پیچیدہ کر کے بیان کیا۔ ہم نے پریم کے دو اجزا کئے ہیں۔ ۶۰ فیصد حق انعامدار کو دیں گے اور ۴۰ فیصد سرکار لیگی۔ سرکار یہ ۴۰ فیصد اس لئے لے رہی ہے کہ جو قبضہ غیر رجسٹری شدہ تھا سرکاری کاغذات میں اس کا اندراج نہیں تھا اور اس قبضہ کے لئے ایک انعامدار کا درمیانی واسطہ تھا ہم انعامات کے ابالیشن کی وجہ سے اس واسطہ کو دور کر کے اس کو یعنی قابض قولدار کو راست مالک بنا رہے ہیں اس کے لئے ۴۰ فیصد معاوضہ لیا جا رہا ہے۔ ۶۰ فیصد انعامدار لیگا باوجود اس کے کہ اس نے حق قبضہ دیدیا ہے لیکن وہ مالگزاری حاصل کرتا تھا۔ انعام کا محاصل معاف ہونے کی وجہ سے وہ خود مستفید ہوتا تھا۔ اس لئے اس کو ۶۰ فیصد معاوضہ رکھا گیا ہے۔ اگر کسی قولدار نے پہلے ہی سے انعامدار کو رقم ادا کر دی ہے تو اس سے مکرر رقم لینا نا انصافی ہوگی۔ اس حد تک وہ مجرا کی جائیگی۔ اس نے جس قدر رقم بھی دی ہے۔ ۴۰ فیصد ۵۰ فیصد ۶۰ فیصد وہ مجرا ہوگی۔ اگر ۶۰ فیصد سے زیادہ دیا ہے تو اس نے یہ غلطی کی۔ اس کو اپنی اس غلطی کی سزا بھگتنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ جتنی بھی رقم دیتا ہے اتنی مجرا ہونی چاہیئے۔ ایک آئریبل ممبر نے فرمایا کہ حکومت بڑے بڑے انعامداروں سے سازش کر لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دفعہ اور ترمیم کے مطلب کو نہ سمجھتے ہوئے ایسے خیال کا اظہار فرمایا۔ حکومت انعامدار سے کس طرح سازش کریگی۔ وہ تو انعامدار کا انعام ختم کر رہی ہے۔ کیا اس کا انعام ختم کر کے اس کو حق انعام سے محروم کرنے کے لئے وہ انعامدار سے سازش کریگی۔ ایسی صورت میں سازش کا وجود کہاں رہتا ہے۔ ہم سازش نہیں کر رہے ہیں ہم تو اس کے حقوق کو ختم کر رہے ہیں۔ البتہ آپ کے ضمیر میں یہ بات ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے انتظامات کو درہم برہم کیا جائے۔ آپ یہ نہیں کہتے کہ انعامدار کا معاوضہ ختم کرو بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سرکار جو ۴۰ فیصد لے رہی ہے اس کو اڑادو۔ سرکار جو کچھ لے رہی ہے وہ پبلک اور غریبوں کے فائدہ ہی کے لئے لے رہی ہے۔ غریب کاشتکاروں کے فائدہ کے لئے ہی درمیانی شخص کو نکال رہی ہے جس کا معاوضہ لیا جا رہا ہے۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ قابض نے بیوقوفی کر کے رقم دی ہے۔ اگر اس نے بیوقوفی کی ہے تو اس بیوقوفی کی سزا اس کو بھگتنی دیجئے۔ اگر آپ یہ بتلائیں کہ حکومت اس ترمیم کے ذریعہ کوئی ناجائز عمل کر رہی ہے تو میں سمجھ سکتا ہوں۔

یہ کہا گیا کہ انعامدار اور دواسی قولدار سازش کر کے سرکار کو جو پریم ملنا ہے اس سے محروم کرینگے۔ جعلی رسائد بنائینگے۔ غالباً آپ نے اس کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جو پرمیننٹ یا پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تعریف میں نہیں آتا ہے اس کو ہم غیر محفوظ قولدار قرار دیتے ہیں۔ غیر محفوظ قولدار سے مالگزاری کا ۶۰ گونا پریم لینے کے لئے احکام مدون کئے ہیں۔ اگر انعامدار سے غیر محفوظ قولدار سازش کر کے ۱۲ سال کے رسائد حاصل کرے تو پہلی صورت میں ۲۵ گونا مالگزاری کے ۴۰ فیصد سے سرکار کو محروم کر رہا تھا یہاں یہ شخص

۶. گونا مالگزاری کے ۴۰ فیصد سے محروم کریگا۔ اس کی آپ کسطرح حفاظت کریں گے جبکہ وہ جعلی دستاویز پیش کریں۔ میں کہوں گا کہ آپ کو ایک ایم۔ ایل۔ اے کی حیثیت سے یہ ماننا پڑیگا کہ جعلی دستاویز عدالت میں کالیاب نہیں ہوتی۔ میں ماننا ہوں کہ کبھی جعلی دستاویز پر ڈگری ہو جائے یا قتل کی سزا سے کوئی قاتل چھوٹ جائے۔ لیکن عدالت ہائے قانون سچے دستاویز کی بناء پر ہی ڈگری صادر کرتے ہیں۔ پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہر میننٹ ٹیننٹ عارضی قולدار تینوں انعامدار کو معاوضہ دیکر قبضہ لے رہے ہیں۔ اگر معاوضہ نہ دیکر لینا چاہیں تو وہ زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ۴۰ فیصد کا بھی نقصان کرنا چاہیں گے۔

شری اے۔ راج ریڈی (سلطان آباد) :— دونوں فریق میں وجہ تحریک کو دیکھئے۔ اس کے لحاظ سے اسکا اندازہ ہوگا۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :— یہ تو ۱۵۔ ۲۰ گونا ادا کرتا ہے۔ لیکن اسکو تو ۶۰ گونا سے بچنے کے لئے ترغیب کی وجہ ہے۔ برخلاف اسکے پروٹیکٹڈ ٹیننٹ اور مستقل قبضہ دار تو ۱۰۔ ۱۵ گونا دیتے ہیں۔ ہم انکو ۶۰ گونا معافی دے رہے ہیں۔ ۴۰ فیصد بچائیں گے تو تھوڑی رقم رہیگی۔ برخلاف اسکے غیر محفوظ قولدار بچائیں گے تو بہت بچا لیں گے۔ اسکو زیادہ ترغیب ہوتی چاہئے۔ اسلئے قابض قدیم بن جائے تو ایک پیسہ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر غیر محفوظ قولدار رہے تو ۶۰ گونا دینا پڑتا ہے۔ اسلئے اسکو زیادہ ترغیب ہوتی ہے۔ اس طرح آپ سوچنے بیٹھیں گے تو جعلی دستاویز کے ڈر سے بہت سے مشکلات پیدا ہوتے جائیں گے۔ آپ کو مالگزاری اسسمنٹ (Assessment) کے ریکارڈ پر بھی غور کرنا پڑیگا۔ پہانی میں بھی اس کے قبضہ کا اندراج رہتا ہے۔ اس طرح انہیں آنکھ بند کر کے معاوضہ نہیں دیں گے۔ تمام طریقوں سے تحقیقات کی جائیگی۔ تاریخ کا اعلان ہوگا۔ تمام اشخاص جو اس سے تعلق رکھتے ہیں رجوع ہوں گے۔ انہیں ثبوت لینے کے بعد تصفیہ ہوگا۔ گورنمنٹ جب کہ چالیس فیصد حصہ لے رہی ہے تو یوں آنکھ بند کر کے یہ عملیات نہیں کریں گے۔ ان حالات میں اسی ایک جگہ پر فرضی یا جعلی دستاویزات کے ڈر سے یہ ترمیم لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی خوف ہو تو ہر جگہ ترمیمات کرنی پڑیگی۔

یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ ع کے بعد کے قولداروں کو محفوظ قولدار نہیں قرار دیا گیا ہے۔ یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہ ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ ع سے پہلے اور بعد دونوں کے لئے ہوگا۔ شری کے۔ ایل۔ نرسما راؤ (پلندو - عام) :— پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تعریف میں بتلایا گیا ہے کہ ۱۰۔ جون سے پہلے کے لوگ اس میں آئیں گے۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :— بالکل صحیح ہے۔ وہ غیر محفوظ قولدار تو بن جاتے ہیں۔ اس پر بھی تو سنہائی ملتی ہے۔ یہ سنہائی محفوظ قولدار غیر محفوظ قولداروں پر میننٹ ٹیننٹ سب کو دینے کے لئے ترمیم لائی گئی ہے تو ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ ع کا سوال

ہی کہاں باقی رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں واقعات کو صحیح طور پر نہ سمجھتے ہوئے ترمیم لائی گئی ہے۔ اس وقت تک جو کچھ معاوضہ حق مقابضت کے بارے میں ہے وہ یہ لحاظ نرخ بازار ہمارے مقرر کردہ پریم سے کئی گونا زیادہ ہے۔ مرہٹواری میں فی ایکڑ ہزار آٹھ سو تلنگانہ میں فی ایکڑ ۵۰ سے زیادہ پریم کی رقم خواہ محفوظ قولدار کی ہو یا غیر محفوظ قولدار کی ہر حالت میں اس سے کم ہے۔ ہمنے ۶۰ فیصد مجرا دینے کا تصفیہ کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہر جگہ قولداروں نے انعامداروں کو ۶۰ فیصد سے زیادہ ہی دیا ہوگا لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اگر انہوں نے نادانستہ طور پر ضرورت سے زیادہ رقم دی ہے تو انہوں نے غلطی کی ہے۔ اس غلطی کو ہم کیا کریں گے۔ انعامدار لیا ہے تو کیا ایسی صورت میں اسکو جیل بھیجوا دیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ سرکار اپنے حق سے تو دستبردار نہیں ہو سکتی۔ آپ کی ترمیم قبول کرنے کا ایک عجیب نتیجہ یہ نکلیگا کہ اگر انعامدار کو قولدار نے کچھ معاوضہ بھی دیا ہو تو اس سے کچھ نہ لیا جائے۔ یعنی اگر وہ کسی طرح سے فی ایکڑ ایک روپیہ بھی نذرانہ یا کسی اور شکل میں انعامدار کو دیدیا ہو تو بس اب اس قولدار سے کچھ پریم نہیں لینا چاہئے کسی طرح صحیح نہ ہوگا۔

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ :- اگر پرائس (Price) ادا کر دیا ہے تو ایسی صورت میں کچھ نہیں لینا چاہئے۔

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی :- نہیں۔ نہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ قولدار کچھ بھی ادا کیا ہو تو انعامدار کو کچھ نہیں دینا چاہئے قولدار سے کچھ نہ لینا چاہئے۔ قیمت کا تعین کون کریگا۔ اللہ میاں کریں گے یا آپ کریں گے یا میں کروں گا۔ معاوضہ کیا دینا چاہئے معاوضہ ایک روپیہ بھی ہو سکتا ہے دو روپے بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک ایکڑ کی قیمت ایک ہزار روپیہ بھی ہو سکتی ہے۔ اور باغات کی زمین ہو تو ایک ایکڑ کے پانچ چھ ہزار بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ رکھا ہے کہ جو کچھ ادا کیا ہے وہ مجرا دینا چاہئے اور اگر ۶۰ گونا کی حد تک دیا ہے تو انعامدار کو دینے کی بوری رقم قولدار کو دینا چاہئے۔ اس سے بڑھ کر آپ کہیں گے تو مشکل ہے۔ جرم کا ارتکاب ایک شخص کیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ سزا دوسرے کو دو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ حکومت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ونپری اور گندوال کے سمستان آپ کے سامنے گھڑی گھڑی چمکتے رہتے ہیں لیکن اسٹڈی (Study) کریں گے تو معلوم ہوگا کہ کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ سمستان گندوال کی جتنی زمینات ہیں وہ جاگیر کا جزو ہونیکا ادعا ہے یہ مجھے معلوم ہے اگر وہ جاگیر کا جزو قرار پائیں تو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینا نہیں پڑیگا۔ قانون ایلیمین آف جاگیرس (Abolition of Jagirs) کے تحت بلا معاوضہ اراضی کا پتہ دینا ہوگا۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- ان اراضیات کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ یہ انعامی نہیں اس کی علحدہ تحقیقات جاری ہے۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- اس مقدمہ کی جزو تحقیقات میں نے بھی کی ہے۔ رعایا کا ادعا یہ ہے کہ یہ اراضیات جاگیر کا جزو ہیں۔ والی سمستان کا کہنا ہے کہ یہ جاگیر کا جزو نہیں ہیں بلکہ انعامی اراضیات ہیں۔ اگر ۴۰-۵۰ ہزار ایکڑ زمین ہے تو بڑے بڑے سمستان ہونے کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ ایک جاگیر کا جزو قرار پائے تو بلا لحاظ معاوضہ پٹہ ہونا چاہئے۔ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اراضیات تاتصفیہ زیرنگرائی سرکار رہیں۔ والی سمستان قابض اراضیات کو بیاباں نہیں کرسکیں گے۔ جو قولدار قابض ہیں وہی قابض رہیں گے اور زر مالگزاری قابضین سے وصول کر کے خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے گی۔ یہ میں نے حکم دیدیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- لیکن وہاں کا زر مالگزاری گدوال کے راجہ صاحب وصول کر رہے ہیں۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- اب تمام قابضین سے زر مالگزاری سرکار وصول کر رہی ہے جو خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے گی۔ میں نے ایسا حکم دیدیا ہے۔ اگر اس کی تعمیل نہ ہوگی تو کلکٹر اس کے ذمہ دار ہوں گے اون سے باز پرس کی جائیگی۔

شری ایم۔ رام ریڈی :- والی سمستان کے مقابلہ میں متعدد دعاوی دلا پانے زر لگان کی بابتہ پیش ہو رہے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں کہ والی سمستان وصول نہیں کر رہے ہیں۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- وہ وصول نہیں کر رہے ہیں۔ میں نے حکم دیدیا ہے۔ اگر اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے تو آپ بتائیے میں فوراً اس کا بندوبست کرونگا۔ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ قابضین سے رقم وصول کر کے خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے۔

اب رہا آتماکور کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اوس کے متعلق میں خود بحیثیت صدر کانگریس اوس کارروائی کو دیکھ چکا ہوں۔ انعامات دینے کے پہلے سے وہ یہ ادائی زر مالگزاری قابض ہیں۔ ایسی صورت میں ان کو ایک کوڑی بھی دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

کولہا پور کے متعلق کہنا یہ ہے کہ اگر وہ اراضیات جاگیر کا جزو ہیں تو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ہر مرتبہ کہا جاتا ہے کہ ان کو ۲ لاکھ دینا پڑیگا ان کو ۴۰ لاکھ دینا پڑیگا اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ معاوضہ ادا کر کے سب لوگ زمینات لے رہے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی کی کونسی بات ہے۔ اگر ایسا کئے ہیں تو اس ترمیم کے بعد ان کو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آپ کا مدعا پورا ہو جائیگا۔ غریب قولدار معاوضہ کی ادائی سے بچ جائیں گے۔ والی سمستان کو کوئی معاوضہ دینے کا مسئلہ ہی باقی نہیں

رہیگا۔ کہا گیا کہ ہم نے والیان سمستان سے سازش کر لی ہے۔ اس قسم کی باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ہم تو اون کی گردن کاٹ رہے ہیں اس کے باوجود جو شبہ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ انعامداروں کے تعلق سے بھی میں کہوں گا کہ انعامداروں کو کچھ نہیں مل رہا ہے اون کو بھی جس قدر ہم محروم کر سکتے تھے کر چکے ہیں۔ اس لئے میں آنریبل ممبرس سے خواہش کروں گا کہ وہ اس ترمیم کو قبول کر لیں کیونکہ یہ خود آپ کی مانگ کے مطابق لائی گئی ہے۔ اوس طرف کے ممبروں کی بھی مانگ تھی اور اس طرف کے ممبروں کی بھی مانگ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ میری بھی مانگ ہو گئی۔ اس لئے میں کہوں گا کہ یہ ایک فائدہ مند ترمیم ہے اس کو قبول کیا جائے۔

* شری ایل۔ این۔ ریڈی :- ممبر انچارج آف دی بل کی جانب سے یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ گورنمنٹ کو ۴ فیصد جو معاوضہ مل رہا ہے اوس کے ہم خلاف ہیں۔ دراصل ایسا نہیں ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ سابقہ انعامدار اور موجودہ قولدار کے مابین جو قیمت کا تعین ہو چکا ہے اوس کو یہاں ریوائز (Revise) کیا جا رہا ہے جس کی ضرورت نہیں ہے۔ اوس وقت از روئے قانون کوئی قیمت مقرر نہ تھی اس لئے بازاری قیمت کے لحاظ سے قیمتیں مقرر کر کے عمل کیا گیا۔ آج اس تعین قیمت کے مسئلہ کو تازہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قیمت کے مسئلہ کو تازہ کر کے علحدہ ملٹی پل (Multiple) مقرر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اون کے مابین طے کردہ قیمتوں میں رد و بدل ہوگا۔ بعض جگہ زیادہ دینا پڑیگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ قولدار سے کچھ رقم زیادہ طلب کریں گے یعنی اون کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اوس سے زیادہ اور جو رقم اس طرح وصول ہوگی وہ پوری کی پوری انعامدار کو نہیں جائے گی اس لئے انعامدار اور قولدار کے درمیان سازش کا کم امکان ہے۔ ہم نے ۵ فیصد کا اسٹیمٹ لایا تھا لیکن کم سے کم ۴ فیصد کا جو اسٹیمٹ تھا اس کو قبول کر لیا گیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کے معاوضہ لینے کے خلاف نہیں ہیں لیکن سابقہ طے شدہ قیمتوں کو ریوائز (Revise) کرنے سے کیا نتائج برآمد ہوں گے اس پر غور کرنا چاہئے۔

ایک شخص پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہے اگر وہ ۱۰۔ جون کی بجائے ۱۵۔ جون کو زمین خریدا ہو تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اگر اوس نے (۱) ٹائمس آف دی لینڈ ریونیو (Ten times of the land Revenue) دیکر خریدا ہے تو آپ (۴) ٹائمس اوس سے لیتے ہیں۔ اس طرح (۳) ٹائمس کا جو اضافہ ہوگا اس کے متعلق میں کہہ رہا ہوں کہ قیمتیں جو طے کر لی گئی ہیں اون میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رقم انعامداروں کو ایصال ہوگا، اس لئے کاشتکاروں کے حق میں سختی کا موجب ہوگا کیونکہ انعامداروں نے سب معاہدہ پیسہ حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے وہ بہتر یہ سمجھیں گے کہ پہلے معاہدہ کر لیا ہے اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اوس وقت آپ اس عمل تک نہیں آئے۔ قابض قدیم قراڑ دینگے تو خزانہ سے دینا پڑیگا۔ گورنمنٹ

کی طرف سے جو ترمیم آ رہی ہے اوس کو روکنے کے لئے ہم نہیں کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ممبر انچارج آف دی بل کا یہ آرگيومنٹ کہ ۶۰ ٹائمس آف دی لینڈ ریوینیو دینا پڑیگا اس کے بارے میں وہ سازش کر سکتے ہیں ہر کامن سنس (Common sense) رکھنے والا کہے گا کہ ہم پہلے ہی ادا کرچکے ہیں اس لئے اوس سے بچنے کے جو اشکال ہو سکتے ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ حسب معاہدہ پیسے ادا کرنے کے چند سے اپنے آپ کو مالک سمجھ رہا ہے اس لئے ایسے لوگ سازش کا شکار ہون گے جس کا پٹار گورنمنٹ پر پڑیگا۔ آپ اس پر غور فرمائیں۔ پہانی پترک کا حوالہ دیا جا رہا ہے لیکن میں کہوں گا کہ پہانی پترک دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ لینڈ ریوینیو قابض قدیم کے لئے دینا لازم نہیں ہے اور اوس کو رسائد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہانی پترک کے عملیات کب درست ہیں۔ باوجود حکومت کی ہدایات کے پہانی پترک کے اندراجات صحیح طور پر نہیں ہو رہے ہیں۔ ۷۰ ہزاروں ٹینٹس ایسے ہیں جو بیس پچیس سال سے کات کر رہے ہیں لیکن ایک سال کے عملیات میں بھی ان کا نام درج نہیں ہے۔ پہانی پترک کے خانہ جات خالی اور سزا رتے ہیں۔ جہاں کاشتکار کا نام درج کیا جانا چاہئے نہیں کیا جاتا ہے۔ اس واسطے اس قسم کے لوپ ہولس (Loop-holes) کو دور کرنے اور اون کا سدباب کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے لوگوں سے جو پریم لینا چاہئے وہ نہ لیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ گدوال اسٹیٹ میں تین سال کا زر لگان وصول کر لینے کے لئے تحصیل کے ذریعہ نوٹس جاری کی گئی ہے۔ میں نے آنریبل منسٹر کو ریپریزنٹ (Represent) کیا تھا۔ اوس وقت شری بی۔ رام کرشنا راؤ نے جو اوس وقت ریوینیو منسٹر اور آج چیف منسٹر ہیں مجھ سے کہا تھا کہ چونکہ تحقیقات انعامی جاری ہے اس لئے زر قول وصول کرنے کی حد تک اسپیشل آرڈرس (Special orders) دے کئے ہیں۔ اوس وقت میں نے اون سے کہا تھا کہ چونکہ تحقیقات انعامی جاری ہے اس لئے اون کو زر قول وصول کرنے کا حق دینا نا مناسب ہے۔ اگر زر قول وصول کرنا ہی ہے تو سرکار وصول کر سکتی ہے۔ ممکن ہے منسٹر صاحب نے اس بارے میں آرڈرس جاری کئے یا نہیں پچھے اس کا علم نہیں ہے۔ اگر اون کا مطالبہ برابر وہاں جاری ہے۔ انعام کی تعریف اگر آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ولیج ریکارڈ میں جن کا نام داخل ہے اون کو انعامی اراضی تسلیم کریں گے۔ سررشتہ انعام چاہے اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن انعام ابالیشن ل میں جو تعریف ہے وہ یہی ہے کہ جن کا نام دیہاتی ریکارڈ میں داخل ہے وہ بھی انعام تصور ہوگا۔ میں نے گدوال اسٹیٹ کے متعلق معلوم کیا ہے کہ وہ اور دیگر والیان اسٹیٹ اپنی سیری اراضیات کا ریکارڈ پہلے سے ہی مینٹین (Maintain) کرتے آ رہے ہیں۔ ان اراضیات کے متعلق ساٹھ ستر سال سے ریکارڈ مینٹین کیا جا رہا ہے۔ اون ہی ریکارڈس بننا پر سررشتہ عطیات منتخب بنا رہا ہے۔ والی ونپری کے نام منتخب جاری کرتے وقت اسے پیشرفت میں عجیب و غریب دلائل پیش کئے گئے ہیں کہ جب ہاپتا پیٹھ برگوال پیٹھ جیسے چھوٹے چھوٹے سمسٹانوں کے انعامات منظور کئے جاسکتے ہیں تو

اتنے بڑے جاگیردار اور وہ بھی وفادار جاگیردار کے لئے انعام نا منظور کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس واسطے انعام منظور۔ اس قسم کی تجاویز ہونا معلوم ہوا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- آپ اصل رپلائی (Reply) سے ہٹتے جارہے ہیں۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- میرا منشأ صرف یہ ہے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ گدوال کو جزو جاگیر بنا کر رعایا کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہیں اس استدلال سے متفق نہیں ہوں۔ خیر گدوال کی حد تک آپ ایسا کرینگے۔ ونپرتی کا کیا حال ہے۔ آپ نے کل ہی فرمایا تھا کہ (۴۳) ہزار سے زیادہ منافع کی اونکی اراضیات ہیں۔ کیوں اتنی کثیر اراضیات بطور انعام کے عطا کی گئیں۔ جاگیر ہونے کے باوجود اون کو علیحدہ اراضی بطور انعام عطا کی گئی۔ والی کولہاپور سمستان کا بھی یہی حال ہے۔ علیحدہ اسٹیٹ ہونے کے باوجود انعام کا منتخب اون کے نام جاری کیا گیا۔ اسی طرح دیگر والیان سمستان کا بھی حال ہے۔ اور گدوال کی حد تک بھی مجھے یقین ہے کہ یہی ہوگا۔ لیکن میں کہوں گا کہ حکومت وہاں یہی طریقہ اختیار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پھر دوسروں کے منتخب منسوخ کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ لوگ بڑے بڑے جاگیردار رکھتے ہوئے انعامات حاصل کئے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ جسکو آج ہم کو فیس (Face) کرنا پڑ رہا ہے بہت ہی اہم ہے۔ یہ ہزاروں لوگوں کی روزی کا مسئلہ ہے۔ اس لحاظ سے ہم کو سوچنا پڑیگا۔ میں مانتا ہوں کہ ونپرتی میں بہت سے لوگ عرصہ دراز سے کاشت کر رہے ہیں وہ قابض قدیم ہیں اون سے معاوضہ نہیں لیا جائیگا لیکن گورنمنٹ کو تو معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔ انعامداروں نے سابق میں اپنے اختیارات سے بڑھ کر بعض کو دس گونا بعض کو پندرہ گونا قیمت پر اراضی فروخت کی ہے کیوں اون کے حقوق انعامی ضبط نہیں کر لئے جاتے۔ اگر ضبط کر لئے جائیں تو معاوضہ دینے کا سوال رد کیا جاسکتا ہے اور اسکی وجہ سے نہ تو گورنمنٹ پر بار پڑیگا اور نہ رعایا سے وصول کرنے کی نوبت آئیگی۔ انعام کے معاوضہ کے سلسلہ میں جو دوسری صورتوں میں دیا جانے والا ہے بہت سی ترمیمات ہم نے پیش کی تھیں لیکن آپ نے اونکو نہیں مانا۔ یہاں انعام کا جو معاوضہ دے رہے ہیں اگر (۶۰) فیصد ادا کیا جاتا ہے تو پھر کرینگے لیکن (۶۰) فیصد سے زائد ادا کیا ہے تو غور نہیں کرینگے۔ انعامدار کو اراضی فروخت کرنے کے سلسلہ میں.....

مسٹر اسپیکر :- ممبر انچارج آف دی بل نے ان چیزوں کا جواب اس سے پہلے دیے دیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- دوسرے طریقہ سے جواب دیا گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- کسی طرح سے بھی ہو۔ جواب دیا گیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- اس لئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ اس پر زیادہ غور کریں۔ ہمارا منشأ ترمیم پیش کرنے کا یہ تھا کہ

جنہوں نے خرید و فروخت کی بنا پر قیمت ادا کر دی ہے ویسے لوگوں کا معاملہ تازہ نہ کریں۔ انہوں نے زائد قیمتیں ادا کی ہیں اس لئے اُن سے مزید وصول نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ ایک طرف تو وہ لوگ آپس میں سازش کرینگے اور دوسری طرف گورنمنٹ کو اپنے خزانہ سے قابض قدیم کے نام پر معاوضہ دینا پڑیگا۔ ایک طرف پریمیم آپ کو نہیں ملیگا اور دوسری طرف خزانہ پر بار پڑیگا۔ اس لئے میں خواہش کرتا ہوں کہ ہاؤز میری ترسیم پر غور کرے اور اوسکو منظور کرلے۔

Mr. Speaker: I shall put the amendment to amendment to vote. The question is:

“That for the portion beginning from ‘for obtaining the right of possession’ and ending with ‘sub-section (2) of section 12’ substitute:

‘as a price towards the Inām land in his possession, such tenant shall be entitled to be registered as an occupant of the said land without being liable to pay any further amount for the said land and no such Inamdar shall be entitled to any further compensation for the said land.’”

The motion was negatived.

شری ایل۔ این۔ ریڈی:— مسٹر اسپیکر سر۔ بل میں دفعہ (۱۳) پہلے سے موجود ہے اور وہ پاس ہوچکا ہے اس لئے اس دفعہ کو (۱۲۔ ایے) رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

Mr. Speaker: The office will give the Serial No. I shall now put the amendment of Shri K.V. Ranga Reddy to vote. The question is:

“That after clause 12, add the following new clause 13:-

‘13. Notwithstanding anything contained in this Act, or any other law for the time being in force, if any permanent tenant, protected tenant or non-protected tenant has, prior to the date of vesting, paid any consideration to the Inamdar for obtaining the right of possession and said amount is equal to 60% or more of the premium chargeable under Sections 6, 7 and 8, he would be entitled to the deduction only to the extent of 60% and if the said amount is less than 60% of the premium he would be entitled to deduction to the extent of the amount actually paid by him. The amount so deducted from the premium shall be adjusted towards the compensation payable to the Inamdar under sub-section (ii) of section 12.’”

The motion was adopted.

New Clause 13 was added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 1 i.e., Short title, Extent, Commencement and Preamble as amended stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Short title, Extent, Commencement and Preamble as amended were added to the Bill.

Shri K.V. Ranga Reddy : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954 as amended, be read a third time and passed.”

The motion was adopted.

Mr. Speaker : The first and second readings of the Hyderabad Prisoners Bill, 1954 were completed. Let us take up clause-by-clause reading of.

**L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad
Prisoner's Bill, 1954.**

Clause 2

Mr. Speaker : There are no amendments to clause 2. The question is :

“That clause 2 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

Clause 3

Shri Ananth Reddy (Balkonda) : I beg to move :

“That in line 3, for ‘otherwise’ substitute ‘any other enactment in force’.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری کے - انت ریڈی :- مسٹر اسپیکر سر - یہ ایک معمولی ترمیم ہے - اصل کلاز میں
یہ الفاظ ہیں -

“.....Under this Act or otherwise”.

میں یہ چاہتا ہوں کہ ”ادروائز“ (Otherwise) کی بجائے یہ الفاظ رکھے
جائیں -

‘Any other enactment in force.’

کیونکہ ”ادروائز“ کے الفاظ اتنے ویگ (Vague) ہیں کہ وہ اس کلازمیٰ اچھی طرح بیٹھ نہیں سکتے۔ میں نے اس کو ڈیلیٹ (Delete) کر کے اس کی بجائے یہ رکھا ہے کہ یا اور کوئی قانون کی رو سے آفیسر انچارج پرنس کی کسٹوڈی میں جائے۔ ”انڈر دس ایکٹ آر ادروائز“ (Under this Act, or otherwise) کے الفاظ یہ ٹھیک نہیں ہیں۔

ڈیپٹی ہوم مینسٹر (شری. شری نواس راو اے خلیکر) :—سپیکر سر، یہاں جو ’اُدَر-واَیجِ‘ (Otherwise) لفظ رکھا گیا ہے وہ سونچ سمجھ کر ہی رکھا گیا ہے۔ ’اُنی اُدَر اِنیٹمَنت‘ (Any other enactment) کے الفاظ رکھے جائیں تو اُس سے ایک لیمِٹ ہو جاتی ہے۔ باجِ وکٹ اُسا ہوتا ہے کہ اِنیٹمَنت کرنے کا سوا ہی نہیں رہتا۔ اُسے بلی جب چالو نہیں رہتی اُس وکٹ اڈیننس نافِج ہوتا ہے۔ اُس وکٹ اڈیننس کو اِنیٹمَنت کہنا یا نہیں یہ ایک کانٹروورسیال (Controversial) سوال ہے۔ اِس کانٹروورسی کو دُور کرنے کے لیے ’اُدَر واَیجِ‘ لفظ اِستِمال کیا گیا ہے۔ اِس کا لہاج رکھتے ہوئے ’اُنی اُدَر اِنیٹمَنت‘ کے الفاظ رکھ کر اُس کے سکوپ (Scope) کو لیمِٹ کریں گے تو بہت دِککٹ ہوگی۔ Any other enactment یہ الفاظ کامپریہنسِیو (Comprehensive) نہیں ہیں۔ جو لفظ یہاں رکھا گیا ہے وہ سونچ سمجھ کر سہی تَور پر ہی رکھا گیا ہے۔ اِس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اِن ریبل مَمبر اپنی اِمَندمَنت واپس لے لیں۔

Mr. Speaker : The question is :

“That in line 3, for ‘otherwise’, substitute ‘any other enactment in force’.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 3 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 3 was added to the Bill.

Clause 4 to 9

Mr. Speaker : There are no amendments to Clauses 4 to 9. I shall put them to vote. The question is :

“That clauses 4 to 9 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clauses 4 to 9 were added to the Bill.

Clause 10

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“(a) Omit lines 6 to 9.

(b) That after line 13 :

add “ Provided that such removal is for any of the purposes mentioned below :

(a) for the medical treatment of the prisoner ;

(b) for the training of the prisoner in any of the Jail Industries.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

There is another amendment in the supplementary list.

Shri Srinivas Rao Ekheliker : The copy of the amendment has not been supplied to us.

Mr. Speaker : It has been supplied to all Members.

Shri Srinivas Rao Ekheliker : At least, it has not been supplied to me.

(A copy was handed over to *Shri Ekheliker*).

Shri K. Venkatrama Rao : I beg to move :

“ That after the clause, add the following proviso :

“ Provided that no provision for the removal of any prisoner shall be made to a prison situated in a linguistic area other than to which the prisoner belongs.”

Mr. Speaker : Amendment moved :

شری کے - انت ریڈی :- کلاز ۱۰ قیدیوں کو ہراس (Harass) کرنے
اور ان پر نت نئے الزامات لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے اور انکی شرارت جن

معنوں میں کہ حکومت سمجھتی ہے اس شرارت کو کم کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا آئے دن کا تجربہ ہے جو جیلوں میں کچھ دن گزارے ہیں کہ معمولی معمولی بات پر ایک جیل سے دوسری جیل میں انہیں منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دوسرے قیدیوں کو بغاوت کرنے پر اکسایا ہے۔ مجھے اکثر جگہوں سے یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ بعض ڈیٹینوز (Detenues) کو یہ کہہ کر کہ وہ دوسرے قیدیوں کو پولیٹیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔ یہ ڈینجرس (Dangerous) ہیں اور انکی وجہ سے امن میں خلل ہوگا اس اندیشہ سے بھی انکو وہاں سے ٹرانسفر (Transfer) کیا جاتا ہے (Under sentence of death or transportation for life) انکو چھوڑ کر دو چیزیں ہیں۔ ایک تو (In default of payment of fine) اگر وہ نائن ادا نہ کرتے تو لازمی طور پر قید کی سزا بھگنے گا ایسے شخص کو منتقل کرتے ہیں تو وہ بہت ڈینجرس ہوتا ہے۔ اسی طرح (In default of giving security for keeping the peace) یہ بھی ان پر لاگو کیا جا رہا ہے۔ ان آخری دو اجزاء سے مجھے اختلاف ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ان مقاصد کے لئے قیدیوں کو منتقل کرنے کی کوشش کی جائیگی اور انکو ہراس (Harass) کیا جائیگا۔ ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل کرنے کے لئے کوئی سبب ہونا چاہئے۔ آپ نے بل میں کہا ہے کہ گورنمنٹ کو منتقل کرنے کا اختیار ہے لیکن وہ کونسی وجوہات کی بناء پر منقل کئے جائیں گے اور وجوہات کا اس میں ہونا ضروری ہے اسلئے میں نے اپنے امینڈمنٹ کے ذریعہ کہا ہے کہ ان دو صورتوں کے سوا بقایا صورتوں میں منتقلی نہ ہوئی چاہئے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ بیمار ہے اور اگر دوسری جیل میں طبی سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں تو اسکو وہاں منتقل کرنا چاہئے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ایک جیل میں وہ زیادہ سزا بھگت رہا ہے۔ وہاں اسکو بیکار پڑے رہنے کے سوا انڈسٹری سیکھنے کے مواقع نہیں ہیں تو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے اسکو کسی اور جیل میں منتقل کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ کوئی نہ کوئی صنعت سیکھ لے۔ اسلئے میں نے یہ سب کلازس ترمیم اے اور بی کے قیدیوں کو طبی امداد حاصل ہونے یا جیل انڈسٹری سے کسی انڈسٹری کی تربیت دینے کے لئے پیش کی ہے امید ہے کہ آنریبل ممبر اسکو قبول کریں گے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چناکنڈور) :- اس سے قبل ایک امینڈمنٹ پیش کیا گیا ہے اس میں بعض قیود یہ عائد کئے گئے ہیں کہ جہاں کہیں ایک محبس سے دوسرے محبس میں منتقل کرنے کا سوال آتا ہے تو وہ باوجہ ہو بلا وجہ نہ ہو۔ بصورت دیگر قیدیوں کو منتقل نہ کیا جائے۔ اس ترمیم کی تائید کرتے ہوئے میں اپنی ترمیم کے ذریعہ سے ایک مزید قید یہ عائد کرنا چاہتا ہوں کہ اسکو ایسی جگہ نہ منتقل کیا جائے جہاں اسکی مادری زبان نہ بولی جاتی ہو۔ آئے دن یہ تجربہ رہا ہے کہ نلگنڈہ میں رہنے والے شخص کو اورنگ آباد۔ جالندہ اور گلبرگہ منتقل کیا جاتا ہے اور ایسے اشخاص جو اورنگ آباد یا گلبرگہ کے رہنے والے ہیں انہیں حیدرآباد یا ورنگل میں منتقل کیا

جاتا ہے۔ یہ نہونا چاہئے۔ منتقلی کے معاملہ میں محبس کے عہدہ داروں کو اختیار ہوتا ہے۔ چاہے وہ سیاسی قیدی ہو یا غیر سیاسی قیدی جیل کے قانون کے مطابق جو بھی سہولتیں ملنی چاہئیں وہ انکا مطالبہ کرتے ہیں یا ان پر بجا طور پر عمل کرنے کے لئے مطالبہ کرتے ہیں تو لازمی طور پر جیل کے ہر عہدہ داروں کی لینگویج میں انکی ڈکشنری کے لحاظ سے وہ شریرو کی تعریف میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ اس شریرو کو انتقامی جذبہ کے تحت منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں یہ شرط عائد کرنا چاہتا ہوں کہ مرہٹواڑہ کے اشخاص کو تلنگانہ میں اور تلنگانہ کے اشخاص کو مرہٹواڑہ میں منتقل نہ کیا جائے بلکہ وہ جس علاقے کا قیدی ہے اسکو وہیں رکھا جائے کیونکہ جب کسی قیدی کو محبوس رکھتے ہیں تو جو جذبہ کار فرما ہونا چاہئے وہ صرف یہ ہو کہ اس قیدی کی حالت کو سدھاریں۔ اس کے علاوہ اسکو اپنے سکوتی مقام سے دور بھیجنے کی وجہ سے ملاقات کی جو سہولتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ اپنے ڈفنس (Defence) وغیرہ کے لئے جو سہولتیں حاصل کر سکتا ہے اُن سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی ترمیم کے ذریعہ سے یہ سجھاؤ رکھا ہے کہ کسی شخص کو اس کے ریجن (Region) سے باہر نہ بھیجا جائے۔ یہ ایک معمولی سی ترمیم ہے میں امید کرتا ہوں کہ تمہیں انچارج آف دی پل اسکو قبول کرین گے۔

شری. श्रीनिवास राव अखेलीकर:—अध्यक्ष महोदय, जिन मمبرों ने अबतक तकरीरें फरमायी हैं, उन्होंने दोही चीजों पर जोर दिया है। एक अंतराज तो यह किया गया कि जेल से जो भी शख्स दूसरे जेलों में भेजा जाता है वह अितकामी जजबे के तहत भेजा जाता है। लेकिन यह सही नहीं है। अितकामी जजबे के तहत किसी को एक जगह से दूसरी जगह नहीं भेजा जाता है। मैं कहना चाहता हूं कि आज जो हालत जेलों की है वह पुराने जमाने में नहीं थी। अब जेलों की तरफ देखने का नुकतेनजर ही बदल गया है। अब वहां पर किसी अितकामी जजबे के तहत लोगों को नहीं रखा जाता है। आपको अब दूसरी निगाह से जेलों की तरफ देखने की जरूरत है। आजकल जो लोग जेलों में हैं और आज के जो जेल हैं उनका रूप ही अब पलट गया है। और अिसकी तरफ देखने का दृष्टिकोण ही अब बदल गया है। अब वे पुराने जेल नहीं बल्कि करेक्शन होम (Correction home) होगया है। आज जेलों में जो रहते हैं उन्हें अच्छे और सले आदमी बनाने की कोशीश की जाती है और जो अनपढ़ हैं उन्हें तालिम भी दी जाती है। आज कितने ही जेलों से लोग प्रथमा, मध्यमा और अुत्तमा की परीक्षा के लिये बैठ रहे हैं। अिसके अलावा आज जेलों में कमी तरेह की अिडस्ट्रिज चलायी जाती है। आज जेलों का अुद्देश्य कोयी अितकामी जजबे का नहीं होता है लेकिन जो लोग कुछ गुनाह करते हैं उन्हें अच्छे शहरी बनाने की कोशीश आज वहां की जाती है। अिस लिये अितकामी जजबे के तहत उन्हें मुत्तकिल किया जाता है, वैसे कहना सही नहीं है।

दूसरा अिस्तेदाल यह किया गया कि जेल से जब मुत्तकीली की जाती है तो वह मंहुज तकलीफ नैन के लिये की जाती है, लेकिन यह कहना सही नहीं है। बाज बक्त जेलों में ज्यादा भीड़ हो जाती है और जब जेल ज्यादा कंजस्टेड (Conjused) होता है, तो वहां से कुछ

कैदियों को दूसरे स्थान पर भेजना लाजमी होता है। अब आप ही बताइये कि अगर जिस तरह जेल कंजस्टेड होते हैं तो लोगों को वहां से दूसरी जगह मुंतकिल किया जाय या उन्हें वहीं रखा जाय? हर वक्त मुंतकीली ज्यादा कष्ट देने के लिये ही की जाती है यह अंतराज ठीक नहीं है।

जो तरसीमें ऑनरेबल मॅबर्स की तरफ से दी गयी हैं उनके जवाबमें मैंने दो वजुहात बयान किये हैं। कभी मर्तबा ऐसा होता है कि हालात के लिहाज से उन्हें अलग रखना जरूरी होता है। अित-कामी जबके के तहत ऐसा नहीं किया जाता। यदि किसी शक्स को कुछ ऐसी बीमारी है कि जिसकी वजह से उसे सबके साथ रखना ठीक न होगा तो सेहत की दृष्टी से उसे अलग रखना लाजमी हो जाता है। कुछ ऐसे मरीज होते हैं कि उनका अिलाज उस जेल में होना संभव नहीं होता तो ऐसी हालत में जहां उस तरह का अितेजाम हो वहां पर उन्हें भेजना पडता है।

दूसरी अेक बात यह भी है कि सब तरह के अिडस्ट्रीज अभी तक सभी जेलों में नहीं हैं, और अगर अेकाद कैदी किसी खास अिडस्ट्री में काम करना चाहता है और उसे सीखना चाहता है और वहां पर उसका अितजाम न हो तो उसे दूसरे जेल में मुंतकील करना पडता है, जहां उस तरह का अितेजाम हो।

दूसरी अेक बात यह भी कही गयी कि जब अेक जेल से दूसरे जेल में कैदी मुंतकिल किया जाता है तो जवान का लिहाज रखा जाय और मराठवाडे का कैदी है तो उसे मराठवाडे के ही जेल में मुंतकिल किया जाय, लेकिन आज जिस तरह नहीं किया जा सकता है, क्योंकि वहां पर सब तरह का अितजाम होगा ऐसी बात नहीं है। आज सब तरह की अिडस्ट्रीज सब जेलों में नहीं हैं। अगर अक कैदी किसी अिडस्ट्री का शिक्षण लेना चाहता है और वह यदि मराठवाडे में हो और यदि उस तरह की अिडस्ट्री मराठवाडे के जेलों में न हो तो उसे मराठवाडे में ही कैसे मुंतकिल किया जा सकता है? क्या आप उसे जिस तरह की सुविधा नहीं देना चाहते? महुज जिस लिये की मराठवाडे के कैदी की मुंतकीली मराठवाडे में ही होनी चाहिये क्या उसे बंचित किया जाये? हम तो उसे जिस तरह शिक्षण देकर अच्छा शहरी बनाना चाहते हैं जो कि अमन पसंद हो और अपना कुछ काम करसके। हम तो जेल के कैदीयों को अच्छे और अमनपसंद शहरी बनाना चाहते हैं और उन्हें इसके लिये शिक्षण देना चाहते हैं। जब यह जेल बनाये गये थे तब जिस तरह से लिंग्वेस्टिक बेसेस (Linguistic basis) पर विचार नहीं किया गया था। बसज तक तो जेलों की तकसीम भाषावारी आधार पर नहीं हुयी है और आजका अॅडमिनिस्ट्रेशन भी भाषा के आधार पर नहीं बनाया गया है। मेरा ब्याल है कि जिस तरह से जबतक भाषावारी सूबे नहीं होते और अॅडमिनिस्ट्रेशन भी उस बेसेस पर नहीं होता तबतक जिस तरह की मांग करना कि कैदीयों को मुंतकील करते वक्त जवान के लिहाज से मुंतकिल किया जाय, यह कबलज वक्त होभा। जब जिस तरह सूबे का भाषावारी बटवारा होगा और भाषावारी अंश तब जिस बात का लिहाज किया जा सकता है।

अेक बात यह भी है कि अगर कोजी अक आदमी बाकी सबको तकलीफ देता हो तो उसे मुंतकिल करने की जरूरत होती है, नहीं तो उस अेक आदमी के कारण बाकी सारा महील बसब हो जाता है। अगर अेक आदमी के कारण १०० आदमीयों का अॅडमिनिस्ट्रेशन हो तो उसे मुंतकिल करने में कोजी अंतराज नहीं होना चाहिये।

मृतकिलियों के बारे में जेल मैन्युअल में कुछ शरायत मुकर्रर किये गये हैं। वह आप उस जेल मैन्युअल में देख सकते हैं। जेल मैन्युअल की अके. कॉपी हाबुस के टेबल पर रख दी गयी है। आप ने जो तरमीमात लायी हैं, उन्हें मैं कबूल नहीं कर सकता, जिस लिये उन्हें वापस लिया जाय तो ठीक होगा।

Mr. Speaker : The question is :

“(a) Omit lines 6 to 9.

(b) That after line 13 :

add “Provided that such removal is for any of the purposes mentioned below :

(a) for the medical treatment of the prisoner ;

(b) for the training of the prisoner in any of the said industries.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“After the clause, add the following proviso :

‘Provided that no provision for the removal of any prisoner shall be made to a prison situated in a linguistic area other than to which the prisoner belongs’.

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 10 stand part of the Bill.

The motion was adopted.

Clause 10 was added to the Bill.

Clause 11

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That for the portion beginning with ‘remand’ in line 16 and ending with ‘Hyderabad’ in line 18, substitute : “instead of remanding him to the prison, order him to be placed in any settlement established under the Hyderabad Habitual Offenders (Restriction and Settlement) Act, 1954”.

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری کے - انت ریڈی :- اسپیکر سر - کلار (۱۱) میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی قیدی جو سزا بھگت رہا ہو اس پر دیوانگی یا پاگل پن آجائے تو اس کو منٹل ہاسپٹل (Mental Hospital) میں داخل کیا جائے گا اور وہاں اچھا ہو جانے کے بعد اس کو اپنی سزائے قید کی باقی مدت پورا کرنے کے بعد مکرر جیل خانہ بھیج دیا جائیگا۔ میں نے اس سلسلے میں امنڈمنٹ اس غرض سے پیش کیا ہے کہ اگر کوئی قیدی علاج کے بعد اچھا ہو جائے تو اسے مکرر جیل خانہ بھیجنے کی بجائے حیدرآباد ہیپیچول افنڈرس ایکٹ ۱۹۵۴ء کے تحت قائم کئے ہوئے سٹلمنٹس میں بھیج دینا چاہئے تاکہ وہاں وہ اپنی اس نئی زندگی میں ایک اچھا شہری بننے کی کوشش کر سکے - حکومت تو یہ چاہتی ہے کہ قیدیوں کو ستایا نہ جائے انہیں ممکنہ سہولتیں پیشہ سیکھنے اور دوسرے امور میں دی جائیں - ایسی صورت میں جب وہ پاگل پن کے دور سے نکل کر ایک سمجھدار انسان بن جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو سٹلمنٹ میں رکھ کر ایک اچھا شہری بنایا جانا چاہئے - میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل منسٹر صاحب میری اس ترمیم کے مقصد سے اتفاق کرتے ہوئے اس کو قبول کریں گے -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- अध्यक्ष महोदय, यह जो तरमीम पेश की गयी है, उसे कबूल करने में मुझे कोजी अजर नहीं होता, लेकिन यह जो कानून है उसमें यह तरमीम बैठती नहीं जिस लिये मैं उसे कबूल नहीं कर सकता। जो सेटलमेंट्स तैयार किये गये हैं वे हैदराबाद हॉबि-च्युअल ऑफेंडर कानून के तहत किये गये हैं। लेकिन जो शक्स हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं हैं और दिवाना होगया है तो—

شری کے - انت ریڈی :- آنریبل منسٹر کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایکٹ میں ایسے ملزمین کو بھی رکھنے کی گنجائش ہے جو ہیپیچول افنڈرس نہیں ہیں -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- वह कोजी हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं है तो उसे उस कानून के तहत तयार होने वाले सेटलमेंट्स में कैसे रखा जा सकता है? जो हॉबिच्युअल ऑफेंडर हैं उसे ही उसमें रखा जा सकता है।

شری کے - انت ریڈی :- میں نے کہا ہے کہ اس ایکٹ میں ہیپیچول افنڈر نہ ہونے پر بھی دوسرے دفعہ کے تحت سٹلمنٹ میں رکھ سکتے ہیں - اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- हॉबिच्युअल ऑफेंडर की तारीफ में वह कैसे आ सकता है? वह हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं है और दिवाना होगया है तो उसे उस सेटलमेंट में कैसे रखा जा सकता है? हॉबिच्युअल ऑफेंडर अॅक्ट के जो प्रॉविजन्स (Provisions) हैं, उनमें यह नहीं है कि अगर कोजी शक्स दिवाना होता है तो उसे और हर दिवाने शक्स को जिस सेटलमेंट रखना चाहिये - जिस तरह करना कायदे के खिलाफ होगा जिसलिये यह अमेंडमेंट में कर सकता।

Mr. Speaker : The question is :

“ That for the portion beginning with ‘remand’ in line 16 and ending with ‘Hyderabad’ in line 18, substitute : “instead of remanding him to the prison, order him to be placed in any settlement established under the Hyderabad Habitual Offenders (Restriction and Settlement) Act 1954.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“ That clause 11 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 11 was added to the Bill.

Clauses 12 & 13

Mr. Speaker : The question is :

“ That clauses 12 and 13 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 12 and 13 were added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

The Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri Srinivas Rao Elkhelkar : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954, be read a third time and passed.

Mr. Speaker : The question is :

“ That L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954, be read a third time and passed.

The motion was adopted.

Business of the House

مسٹر اسپیکر:— مجھے ایک اعلان کرنا ہے۔

L.A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and Factories Bill, 1954.

اور

L.A. Bill No. XXII of 1954, the Hyderabad Civil Courts Bill, 1954.

سے متعلق امینڈمنٹس ۶ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء کو ۱۲ بجے تک پیش کئے جاسکتے ہیں اور

L.A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad City Police (Amendment) Bill, 1954.

اور

L.A. Bill No. XXIII of 1954, The Hyderabad Sales Tax (Amendment) Bill, 1954.

سے متعلق امینڈمنٹس ۷ - ستمبر ۱۹۵۴ء کو ۱۲ بجے تک پیش کئے جاسکتے ہیں۔
اب ہم ریس کے لئے الگورن ہوتے ہیں۔

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954.

Shri Srinivas Rao Ekhelikar : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954 be read a first time.”

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—मिस्टर स्पीकर, सर, प्रिजनर्स बिल को मूव्ह करने के वक्त मैंने कहा था कि प्रिजन्स बिल और प्रिजनर्स बिल पेश करने में करीब करीब एक ही मकसद है। चूँकि सन १९५१ के अप्रिल में दूसरे ताजिरी क्वान्तीन पार्ट बी स्टेटस में लागू हुए और उनके तहत क्रिमिनल प्रोसीजर कोड वगैरा में दूसरे स्टेटस के मुताबिक अेकसानियत लायी गयी। सजाओं में अेकसानियत लायी गयी लेकिन उसके तरीके अमल में अेकसानियत नहीं थी। जिस लिहाज से यह जरूरी था कि उसमें भी अेकसानियत पैदा की जाय। पार्ट बी स्टेट की हैसियत

से हम पीछे न रहें बल्कि पार्ट 'अ' स्टेट्स के बराबर कानून में और उनमें अमल करने में हो जायें जिसलिये परसों प्रिजनर्स बिल पेश किया गया और आज उसका दूसरा हिस्सा प्रिजन्स बिल पेश किया जा रहा है। प्रिजन किसको कहा जायेगा, वहां जो लोग रखे जायेंगे वे कौन रखे जायेंगे, किस तरीके से रखे जायेंगे, उनके रहने का अन्तिमजाम किस तरीके से किया जायेगा, उनकी सिहत के मुतालक क्या खबर गिरी ली जायेगी, उनके काम करने के क्या तरीके हों और उनको वहां रखकर किस तरीके से उनके साथ अमल किया जायेगा, ये तमाम बातें हैं जिन पर प्रिजन्स बिल में गौर किया गया है। इस कानून को भी सन १९०० का कानून कहा जा सकता है, लेकिन ऐसा नहीं है। १९५२ तक के जितने भी तरमीमात सेंट्रल क्वान्तीन में और दूसरे स्टेट्स में इस कानून के तहत किये गये हैं उनका खयाल रखा गया है और यह मालूम कर लेने के बाद कि सन १९५३ और ५४ में कोअी तरमीम कही पर नहीं की गयी है इस कानून को तैयार करके पेश किया जा रहा है। वैसे हमारे पास १७ फसली का जाब्ता महबस था। और एक जेल मैन्यूअल भी नाफीज था। उसमें जो बहुत कुछ तरमीमात किये गये, उन सब तरमीमात को इस प्रिजन्स ऐक्ट के तहत एक जगह लाकर इसकी दफा ७ के तहत नया जेल मैन्यूअल रिवाजिज (Revise) कर के पेश करना है। इसके तहत भी जरूरी था कि एक ऐसा ऐक्ट किया जाय। इस लिहाज से भी यह बिल यहां पेश किया जा रहा है। जेलों में जो लोग रखे जाते हैं, उनको सख्ती से ही सुधारा जा सकता है, सख्ती करने से ही अन्तिम सुधार सकता है, यह जो पुराना खयाल था वह आज बदल गया है और आज उस पुराने खयाल को कानून से बदला जा रहा है। पुराने जेल मैन्यूअल में तरमीमात करके आज जेलों में अमल किया जा रहा है, और कैदियों को उनकी जिंदगी में बहुत सी सहूलतें मुहैया की गयी हैं। यह भी एक खयाल है कि जेलों में कैदियों को पुरअमन शहरी बनाना है, उनको काम-धंधों में लगाना है, उनको तालीमयाप्ता बनाना है और इस लिहाज से उनकी जरूरियात का भी खयाल करना है। उनको वहां अन्तिकामी जजबात के तहत नहीं रखा गया है। बल्कि उनमें अन्तिमानियत पैदा करने, और सुधार करने के खयाल से रखा जा रहा है और इस लिहाज से बहुत सी सहूलतें वहां पर मुहैया की गयी हैं। इस तरह से जो चीजें अमल में लायी गयी हैं उनको एक जगह देखने में थोड़ी सी दिक्कत थी। वह इस वजह से कि अब तक कोअी मुकम्मिल कानून नहीं था और अलग अलग तौर पर समय समय पर गवर्नमेंट के आर्डर्स पर ये सारी चीजें की गयी हैं। यह एक नया कानून लाकर उन तमाम क्वायद को एक जगह लाकर पेश करना है ताकि यह मालूम हो जाय कि हकीकत में क्या तबदीली हो गयी है, और किस तरह आज उनको जेलों में रखा जाता है। दस साल के पहले कैदी किस तरीके से रखे जाते थे और आज किस तरीके से रखे जाते हैं, उनको क्या सहूलतें दी जा रही हैं, उनके लिये तालीम का क्या अन्तिमजाम है, किस तरह से जरूरत पड़ने पर उनको रिहा किया जाता है, यह सब मालूम होना चाहिये। बाज वक्त किसी कैदी को जिसको २० साल की भी सजा हो यह मालूम होने पर कि हकीकत में उसने अमल से साबित किया है कि आयंदा वह अपनी जिंदगी काफी अच्छे दर्जे से और अच्छे तरीके से बसर करेगा कन्वलजवक्त भी रिहा किया जाता है। अिन तमाम चीजों को एक जगह बताने के लिये यह बिल पेश करने की जरूरत थी। मैं अुम्मीद करता हूं कि इस बिल के फर्स्ट रीडिंग को पास किया जायेगा।

* شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :- مسٹر اسپیکر سر۔ جو قانون آج ہاؤز کے سامنے لایا گیا ہے اس کے متعلق ہاؤز کا خیال تھا کہ یہ قانون بالکل یہ حکومت حیدرآباد کا اختیاری قانون ہے۔ ممبر انچارج آف دی بل نے اس قانون کو ہاؤز کے سامنے کچھ اس طرح سے پیش کیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس قانون کے ذریعہ جیلوں کو جنت میں تبدیل کر دیا جائے گا اور پریزنس (Prisoners) اوس میں ڈالے جائیں گے۔ کل بھی کچھ اس قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس بل کو دیکھنے کے بعد مجھے یہ محسوس ہوا کہ اس قسم کے الفاظ بے محل و بے موقع ہیں۔ آج جو بل پیش کیا گیا ہے بالکل اوس ایکٹ کی نقل ہے جو انگریزوں کے سامراجی دور میں نافذ تھا۔ یہ قانون اوس قانون کے لفظ بہ لفظ نقل ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ”کاما“ (Comma) اور ”ہیفن“ (Hyphen) کو بھی تبدیل نہیں کیا گیا ہے۔ بالکل وہی ہے جو بیرو کریٹک مشنری (Bureaucratic machinery) کے زمانے میں تھا۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جیل کے حالات کو تبدیل کرنے کا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف آپ بلکہ مرکزی حکومت نے سنہ ۱۹۰۰ یا سنہ ۱۸۹۴ء کے ایکٹ میں کیا کوئی ترمیم کی ہے؟ اگر میں پنڈت نہرو کے وہ الفاظ جو انہوں نے اپنی تحریر میں لکھے تھے ہاؤز کے سامنے رکھوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اوس کا جواب نہ ہاؤز دے سکے گا اور نہ حکومت ہند اس موقف میں ہوگی کہ اس کا جواب دے۔ آج ہم محسوس کرتے ہیں کہ وہی قانون موجود ہے اور ہمارے ساتھیوں کو اس کا تجربہ ہے کہ اوس کے جو انتہائی نتائج ہوسکتے ہیں، بھگت رہے ہیں اور بھگت چکے ہیں۔ چنانچہ اب بھی صدہا ایسے لوگ جیلوں میں ہیں جن سے ملنے کی حد تک اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ اور وہ دقتیں محسوس کر رہے ہیں اور اون کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اوس دور کے بدل جانے کے بعد اس قانون میں ترمیم کیوں نہیں کی گئی۔ تو کیا حکومت حیدرآباد ایک قدم آگے بڑھ کر اے اسٹیٹ سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ قانون لا رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جو دوسرے اصلاحی قوانین ہیں اون کی مطابقت کا سوال کیوں نہیں لایا جاتا۔ لیکن سزا اور جزا کے قوانین میں آپ کے جذبات اور خیالات کچھ اور طریقہ سے کام کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہم خود اس قانون سے مطمئن نہیں ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ قانون ہماری حکومت کے منشاء کی تکمیل نہیں کرتا ہم مجبور ہیں کہ سنٹرل گورنمنٹ کے کہنے کی بناء پر یہ قانون یہاں بنائیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں تسلیم کر لیتا۔ لیکن یہ بات نہیں بلکہ اس قانون کو یہاں پیش کرنے کا کریڈٹ (Credit) آپ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ یہ قانون آپ کے لئے باعث ملامت ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ جو قانون ہم لا رہے ہیں وہ جمہوری قانون پر محاس اور جیلوں میں اصلاح کی غرض سے لا رہے ہیں۔ اگر آنریبل ممبرس آف دی ہاؤز اس کو صحیح سمجھتے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ دھوکا ہے یہ مغالطہ ہے۔ یہ وہی قانون ہے جو انگریزوں نے اپنے زمانے میں سنہ ۱۸۹۴ء میں اور پھر سنہ ۱۹۰۰ء

میں بنایا تھا۔ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ محابس اور جیلوں میں اصلاح کے متعلق جو گشتیاں اور احکام مدون کئے گئے تھے اون کو بھی اس قانون میں ملحوظ رکھا گیا ہوگا لیکن میں اس قانون کے دفعات کے حوالہ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی جدید چیز یا کوئی ترمیم یہاں نہیں لائی جا رہی ہے۔ بلکہ یہ بالکل وہی قانون ہے جو انگریزوں کے زمانہ میں بنایا گیا تھا۔ اور جو آج بھارت کے لئے شایان شان بن چکا ہے اتنا عرض کرنے کے بعد میں ہاؤز کی توجہ اس بل کے چند اہم دفعات کی طرف مبذول کراؤں گا۔ یہاں پر پرنسز کی کیٹیگریز (Categories) کی گئی ہیں۔ یعنی سیول پرنسز کنوینٹڈ کرمینل پرنسز (Convicted criminal Prisoner) اور کرمینل پرنسز۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے زمانہ کے جو پولیٹیکل پرنسز (Political Prisoners) ہیں اون کا درجہ اس قانون کے تحت کیا ہوگا۔ اون کا مرتبہ کیا ہوگا۔ اون کے لئے بھی حکومت نے کیا آسائشیں مقرر کی ہیں وہ آپ کے اس شایان شان قانون میں نہیں ہے۔ کوئی دفعہ یا چیپٹر اس قانون کا اس سلسلہ میں ایسا نہیں جو مجھے ممبر انچارج آف دی بل بتاسکیں اور میں اون کا شکریہ ادا کرسکوں۔

ایک چیز اور ہے کہ جن لوگوں کو عام اصطلاح میں پرنسز کہا جاتا ہے خواہ وہ سیول پرنسز ہوں یا کرمینل پرنسز ہوں تاوقتیکہ کسی عدالت سے اون کو سزا نہ ہو قانون فوجداری کی رو سے وہ بے گناہ تصور کئے جاتے ہیں۔ مگر اس قانون میں ایسی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ سیول پرنسز تو وہ ہوگا جو قانون دیوانی کی رو سے گنہگار ہو۔ کرمینل پرنسز وہ ہوگا جو قانون فوجداری کی رو سے گنہگار ہو۔ یہ وہی تعریفات ہیں جو پہلے سے چلی آرہی ہیں۔ پولیٹیکل پرنسز کے لئے کوئی اچھی اور واضح قسم کی تعریف۔ اوسکو کیا کیا آسائشیں ملیں گی اور اوسکو اس قانون کے تحت کیا کیا حقوق دئے جائیں گے ہم کو اس قانون میں کہیں نظر نہیں آتے۔ اس لئے وہ پولیٹیکل پرنسز یا کرمینل پرنسز کی تعریف میں آئیگا یا سیول پرنسز کی تعریف میں آئیگا۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ وہ کرمینل یا سیول پرنسز کی تعریف میں آسکتا ہو۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ اس قانون کے بعض حصے اس امر سے متعلق ہیں کہ محابس کے انتظامات کون کونسے آفیسرز کریں گے۔ اون کے کیا کیا فرائض ہونگے اون پر کیا کیا ذمہ داریاں رہیں گی۔ ملزمین سے ملاقات کرنے والوں پر کیا کیا پابندیاں اور قیود عائد ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں ممبر انچارج آف دی بل سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ملزمین کے کام کے کیا اوقات رہیں گے۔ اون سے کس قسم کا کام لیاجائیگا۔ اون کو کتنا معاوضہ دیا جائیگا۔ کیا وہی معاوضہ دیا جائیگا جو باہر عام طور پر مزدوروں کو دیا جاتا ہے۔ اون کی بیماری اور اون کے آرام کے بارے میں کونسے دفعات اس بل میں رکھے گئے ہیں۔ جو سیول رائٹس باہر کے شہری کو ہوتے ہیں وہ اون قیدیوں کو دینے کی کیا تھوڑی بہت کوشش آپ نے کی ہے۔ اون قیدیوں سے اون کے رشتہ دار یا لیگل اڈوائزر جب ملاقات کے لئے آئیں گے تو کونسی مراعات اور سہولتیں

اون کو ہم پہنچانے کی کوشش آپ نے کی ہے۔ یہ تو بالکل وہی پرانا قانون ہے جو دو صدی سے چلا آ رہا ہے۔ جس کے متعلق ہمارے دلوں میں ایک نفرت پیدا ہو چکی تھی اور ہی قانون کے الفاظ کو آپ نے یہاں رکھا ہے اور پھر یہ کہنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حکومت نے اپنے طور پر یہ قانون لانے کا کریڈٹ حاصل کیا ہے۔ میر اس قانون کو چیپٹر بائی چیپٹر (Chapter by chapter) ہافز کے سامنے رکھ کر بحث کروں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اس قانون کا دوسرا چیپٹر ”مینٹیننس اینڈ آفیسرس آف پرنس (Maintenance and Officers of Prisons) کے متعلق ہے۔ تیسرا چیپٹر ڈیوٹیز آف آفیسرس جنرلی (Duties of Officers generally) کے متعلق ہے۔ کلاز (۱۱) سپرنٹنڈنٹ سے متعلق ہے۔ کلاز (۱۲) میڈیکل آفیسر سے متعلق ہے۔ جسکی طرف میں بعد میں اشارہ کروں گا کہ میڈیکل آفیسر اور اوسکی ذمہ داریوں کے متعلق جو حکم مدون کیا گیا ہے وہ کس حد تک سوزوں سمجھا جاسکتا ہے۔ کلاز (۲۱) سب آرڈینیٹ آفیسرس (Subordinate Officers) کے بارے میں ہے۔ چیپٹر نمبر (۳) اڈمیشن۔ ریمول۔ اینڈ ڈسچارج آف پرنس (Admission, Removal and discharge of Prisoners) کے متعلق ہے۔ چیپٹر (۵) ڈسپلن آف پرنس (Discipline of Prisoners) سے متعلق ہے۔ چیپٹر (۶) بڈ۔ کلوٹنگ اینڈ فوڈ (Bed, clothing and Food) وغیرہ کے متعلق ہے اس کے متعلق میں آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کی توجہ مبذول کراتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جیل میں جو سزائیں رہتے ہیں خواہ وہ سیول ہوں یا کرمینل اگر وہ اپنا بستر اپنے ذاتی خرچے سے صاف ستھرا رکھنا چاہتے ہیں تو کیا ان کو اس بات کا حق نہیں دیا جاسکتا؟ آپ کہتے ہیں کہ اوس کے متعلق اجازت لینا ضروری ہوگا۔ خیر میں یہاں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن اتنا عرض کروں گا کہ جو حقوق سیول پرنس کو دے رہے ہیں یا جو لنڈ پرنس کو دے رہے ہیں وہ کافی نہیں ہیں۔ جو حقوق آسائش باہر کے ایک عام تنہری کو حاصل ہیں وہ ان کو بھی زیادہ سے زیادہ سہا کرنا چاہئے۔ لیکن اس دفعہ میں ایسا کوئی پروایژن نہیں رکھا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ جو اس کے لئے جنت بنانا چاہتے ہیں کیوں ایسی چیزیں نہیں رکھے۔ اوس کی اخلاقی ترقی اور شہری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے جو ماحول جیل میں ہونا چاہئے وہ آپ پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ اوسکو بلند اخلاق کے ساتھ جیل سے باہر آنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ دفعات ۳۱ اور ۳۲ میں آپ نے نہیں رکھی ہیں کہ واقعی طور پر اوس کے اخلاق اور کردار اور اوس کے خیالات بلند ہو سکیں۔ آپ کے اوس سل (cell) یا آپکی جیل کی چار دیواری میں بیٹھ کر وہ اپنی حالت کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ پنڈت نہرو نے اس سلسلہ میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کو یہاں تو کوٹ (Quote) نہیں کروں گا بلکہ کسی اور موقع پر نوٹ کروں گا کہ انہوں نے جیلوں کے متعلق خود اپنے تجربہ کی بناء پر کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ انتقامی جذبہ کی خاطر سزائیں کے لئے جیل بنائی جاتی ہے وہی انتقامی جذبہ کے تحت آپ یہ قانون لا رہے ہیں۔ اگر

کوئی سیول پرزور یا انکنوکلڈ پرزور (Unconvicted prisoner) خود اپنے ذاتی خرچہ سے صاف ستھرا بستر یا ضروریات زندگی کی چیزیں گھر سے لانا چاہتا ہے تو برابر اوسکو یہ حق دیا جانا چاہئے۔ ممکن ہے اوس طرف کے آنریبل ممبرس یہ کہیں کہ ہم اوس کے لئے رولس بھی بنائینگے۔ میں اوس سلسلہ میں یہ عرض کرونگا کہ آج کل جس طرح رولس بنائے جاتے ہیں محبس وغیرہ کے بارے میں وہ قابل اعتراض ہیں۔ ہم نے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ عرض کیا ہے کہ ایسے رولس اسمبلی کے سامنے لائے جانے چاہئیں۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دیجاتی۔ اس قانون میں بھی اس کے متعلق کوئی پروویژن نہیں ہے۔ آپ کیا مراعات دینگے اون کا شائبہ تک بھی اس قانون میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ تصور کرنا کہ جو رولس اس سلسلہ میں بنینگے وہ بہترین قسم کے ہونگے درست نہیں۔ وہ رولس اس بل کے اسکوپ (Scope) سے باہر نہیں بن سکتے۔ اس قانون کے دفعات کے حدود میں ہی بنائے جائینگے۔ دفعہ (۳۵) میں پرزورس سے کام لینے کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اوس میں یہ کہا گیا ہے کہ قیدیوں سے ۹ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جائیگا۔ میں کہوںگا کہ دنیا کے کسی قانون کے تحت بھی عام مزدور سے (۸) گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاسکتا لیکن اون ملزمین سے جو آپ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اون سے آپ ۹ گھنٹے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور پھر اوس کام کا معاوضہ ایک پائی بھی آپ اون کو نہیں دیں گے۔ فیکٹریز کے لیبرس کے لئے تو صرف چھ یا آٹھ گھنٹے کام کرنے کی اجازت ہے لیکن ان قیدیوں کے لئے جنہیں اون کے خیالات کی اصلاح کرنے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے جیل میں رکھا جاتا ہے اون سے زیادہ کام لیا جاتا ہے حالانکہ وہ کام نامینل (Nominal) لیا جانا چاہیئے۔ جو کہ دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر ملزمین کے حق میں یہ کس طرح فائدہ مند اور صحت بخش قانون ثابت ہوسکے گا۔ غرض کہ اس قانون کے پورے دفعات ایک نمائش گاہ معلوم ہوتے ہیں۔ دفعہ (۴۰) جو وٹس ٹو پرزورس (Visits to Prisoners) سے متعلق ہے اوس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ سیول یا انکنوکلڈ پرزورس سے اون کے لیگل اڈوائزرس یا اور کوئی ملاقات کے لئے آئینگے تو اوس وقت وہاں اور کوئی موجود نہیں رہیگا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کے زمانہ میں پرزورس کے متعلق کیا تصور ہونا چاہیئے۔ اون کو زیادہ آرام پہنچانے کے لئے کیا کیا مراعات دیجانی چاہئیں وہ اس میں نہیں ہیں۔ آپ سیول انکنوکلڈ پرزورس کے لئے کوئی رعایت نہیں دے رہے ہیں۔ تجربہ یہ ہے کہ جو لوگ قیدیوں سے ملنے جاتے ہیں وہاں یہ حال رہتا ہے کہ قیدی تو آہنی سلاخوں کے پیچھے کھڑے رہتے ہیں اور اس طرف اون کے بیوی بچے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اوس وقت سی۔ آئی۔ ڈی کا آدمی بھی موجود رہتا ہے۔ ایسے حالات میں وہ کس طرح اپنی خانگی گفتگو کر سکتے ہیں۔ اخلاقی طور پر یہ بات کس حد تک موزوں اور مناسب سمجھی جاسکتی ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ دفعہ (۴۰) کے تحت ملزمین کو بہ اجازت لوگوں سے ملنے کی آزادی دی گئی ہے لیکن وہ مکمل آزادی نہیں ہے۔ بلکہ وہاں یہ رکھا گیا ہے کہ جب

لیگل اڈوائزر اُن سے ملنے کے لئے آئیں تو اُن کے سوا کوئی دوسرا شخص موجود نہ رہنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ قانون جمہوریت کے اغراض و مقاصد کے منافی ہے۔ یہی تصور اور ذہنیت سابقہ حکومت کی تھی۔ میں صاف طور پر یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس قانون کے بعض دفعات یعنی (۲۸) (۳۸) اور (۵۴) وغیرہ ناموزوں دفعات ہیں۔ (۵۴) تو ایک خاص دفعہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے۔

54 (1) No punishment of whipping shall be inflicted in instalments or except in the presence of the Superintendent and Medical Officer or his Subordinate.

(2) Whipping shall be inflicted with a light ratan and not less than half an inch in diameter on the buttocks, and in case of prisoners under the age of sixteen it shall be inflicted in the wap of school discipline, with a lighter ratan.

میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جیلوں میں اصلاحی تصور سے کام لیا جانا چاہیئے۔ قیدیوں کو ذمہ دار شہری بنانا چاہیئے۔ اُن کے اخلاق درست کرنے کی باتیں سکھانی چاہئیں۔ لیکن آپ نے جو سزائیں مقرر کی ہیں اُن میں اور پہلے کی سزائوں میں کونسا فرق ہے۔ ان چند ریمارکس کے ساتھ میں آنریبل موور سے اپیل کروں گا کہ فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر اس قدر چیزیں عرض کرنا اس قانون کے خدوخال کے واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ سکند ریڈنگ کے موقع پر جو اسٹڈمنٹ آئینگے اُن پر کافی غور کرنا مناسب ہوگا۔ اگر آپ واقعی طور پر اس قانون کو ایک اصلاحی قانون کا نام دینا چاہتے ہیں اور قیدیوں کے لئے جنت بنا نا چاہتے تو اُن اسٹڈمنٹس کو قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ قانون جو میں سمجھتا ہوں کہ اسٹیٹ سبجکٹ (State subject) ہے دوسروں کے لئے اچھی نظیر ثابت ہوگا۔

* شری. ک. رامచంద్రరెడ్డి (రామన్నపేట):— అధ్యక్ష మహాశయ,

ఏదైతే చెఅసాల గురించిన బిల్లు, ఇక్కడ ప్రవేశ పెట్టబడిందో దానిని గురించి యిప్పుడే ఇక్కడ గౌరవనీయ సభ్యులు వివరంగా చెప్పారు. సేనుకూడా కొన్ని విషయాలు, —నా అనుభవంలో వున్నవాటిని, చూస్తున్నవాటిని చెప్పదలచాను. ఈ అసెంబ్లీ ముందు, ఏదైనా జైల్కు సంస్కరణల గురించి చట్టం తేబడుతుందనీ మేము ఆశించాము కాని ఇది మంత్రిగారు ఏమని సెలవిచ్చారంటే ౧౯౦౦ ఈస్టిలో చేసిన చట్టానికి కొద్దిగా సవరణ చేసి ఇప్పుడు ప్రవేశపెట్టామని చెప్పారు. ప్రజా ప్రభుత్వం అని అనుకుంటున్న ఈ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ౧౯౦౦ ఈస్టిలోని చట్టాన్ని గాక వాస్తవంగా ఈనాటి వరీస్థితులను, ప్రజాస్వామిక పరిపాలనను దృష్టిలో పెట్టుకొని చేస్తే బాగుంటుందే అలా కాకుండా పాత చట్టానికి స్వల్పమైన సవరణలు చేసి ఇప్పుడు ప్రవేశ పెట్టారు. జైల్కుకు పాతున్న వారి వరీస్థితులు చూస్తే ముందు విధాలుగా వున్నాయి. మరాట్వాడా, తెలంగాణా లోపల చూస్తే ఆర్థిక ఇబ్బందులవల్ల తిండి గడవక దొంగ తనాలు చేసి శిక్షించబడేవారు ఒకరకం. (౨) మేము మరాట్వాడా గుల్బర్గా, జైల్కులో చూశాం,

నూటికి ౭౦, ౮౦ మంది ఖైదీలు ఏమి చెప్పారంటే, భూసమస్యలగురించి పోరాడి వచ్చేమన్నాడు. భూములగురించి వారేయొక్క న్యాయమైన హక్కులకొరకు, జమిందార్లకు వ్యతిరేకంగా పోరాడి హత్యలుచేసి ఆ విధంగా జైలుకు వచ్చారు. ఇక మిగిలినవారు సహజంగా దొంగతనం అలవాటుండి అది ఒక హాబిట్ అయి దొంగతనంచేసి శిక్షించబడ్డవారన్నారు. ఈ విధంగా మూడురకాల పరిస్థితులలో జైలుకువచ్చినవారన్నారు. వాళ్ళు పర్సంటేజీ చూస్తే భూములకొరకు, న్యాయమైన హక్కులకొరకు జమిందార్లకు వ్యతిరేకంగా పోరాడి హత్యలుచేసి వచ్చినవారు ఎక్కువ సంఖ్యలో వున్నారు. వాస్తవానికి ఈ విధంగా వుండే వాళ్ళను ఎలా చూడాలి? ఇది వరకుండిన పూర్వోక్త విధానంలోని పద్ధతులనే ఇప్పుడుకూడా కొనసాగించడం కాంగ్రెసు ప్రభుత్వానికి పెద్ద కళంకం. కాబట్టి ఇందులో మార్పులు తీసుకు రావలసిన అవసరం చాలా వుంది. ఇప్పుడు జైళ్ళలో పరిస్థితులు ఎలా వున్నాయి? అక్కడ గంజ్లు, నెల్సు, ఏ స్వరూపంలో వున్నాయి? అవి గదుల స్వరూపంలో లేవు. నెట్లైట్ జైలులో మూడువిధాల నెల్సు వున్నాయి. సింగిల్ గంజ్, డబుల్ గంజ్, డేంజరుగంజ్ అని మూడు రకాలున్నాయి. డేంజరుగంజ్లో నలుగురయిదు గురిని కూడా పేస్తారు. స్వరూపంలో సింగిల్ గంజ్ ఒకటిన్నర గజాల వెడల్పు, రెండున్నర గజాల పొడవు వుంటుంది. మలమూత్రాలు కూడా అక్కడే విడవాలి. డబుల్ గంజ్లో మధ్యగది, ఒక చిన్నగది—నాలుగుగుర గజాల పొడవు, ౨ గజాల వెడల్పు వుంటాయి. పడుకొనేగదుల్లోనే మలమూత్రాలు విసర్జన చేయాలి. గాలి, వెల్తురు వుండదు. ఆ తలుపుకొక రంధ్రం వుంటుంది పూర్వోక్త విధానంలో మానవులను మానవులుగా గౌరవ శుభాలుగా చూడబడి ఈ నెల్సులో బంధించబడేవారు. ఆపద్ధతి ఇప్పుడూ ఈ కాంగ్రెసు హయాంలో కూడా కొనసాగుతోంది. ఇక్కడ మన టాగ్ ఆలో చూచినట్లయితే జంతువులకు గాలి, వెల్తురు వచ్చే విధంగా పేరు పేరు గదులు న్నాయి. కాని జైళ్ళలోని నెల్సును చూస్తే గాలి, వెల్తురు రాదు, సూర్య రశ్మి తగలదు. మానవులను ఆ విధంగా బంధించి జంతువులకన్నా వారిని హీనంగా చూడటం ఈ ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వానికి పెద్ద కళంకం. కాబట్టి ఆ నెల్సు పద్ధతిని పూర్తిగా రద్దు చేయాలి. వాళ్ళు మానవులుగా బ్రతకాలంటే సూర్యరశ్మి, గాలి, వెల్తురు వుండేటటువంటి వర్సాలు చేయాలి. ఆ ప్రకారం పేరే గదులు కట్టండి. అలా లేకుండా ఈ నెల్సులోనే నెలకొలిచి సంవత్సరాల కొలిచి, ఎవరినీ కనపడనీయకుండా, వాళ్ళను బంధిస్తే వాళ్ళు దుర్గుణాలను వీడి బుద్ధిమంతులు ఎలా అవుతారు? అటువంటి నెల్సులో వుంచినందువల్ల దుర్గుణాలు దూరం కావు. కాబట్టి ఈ గంజ్ల పద్ధతి పోవాలి. పేరేగదులుండాలి. తరువాత జైళ్ళలో ఖైదీలకు మూడు విధాలుగా సంకెళ్ళు పేస్తున్నారు. రెండు చేతులకు నిలువు దండాలు, అడ్డ దండాలు, రెండు కాళ్ళకు సంకెళ్ళు పేస్తారు. కదలటానికి వీలుండదు. నిలువుదండాలు చేతులకు పేస్తారు. ఇవి నిజాం కాలంలో వుండేవి ఇప్పుడు తేవని చెబుతారు. కాని ఇప్పుడూ పేస్తున్నారు. ఈ పద్ధతులు ఆనాడు నూటికి నూరు పాళ్ళుంటే ఇప్పుడు నూటికి ౬౦ పాళ్ళ వరకు అవలంబిస్తున్నాయి. ఈ హీన పద్ధతులను పూర్తిగా తొలగించాలి. మానవుని నీచంగాను, జంతువుకంటే హీనంగానూ చూసే విధానం పోయి, మానవుని మానవునిగా చూసేందుకు వాళ్ళను సత్ప్రవర్తకులుగా చేసేందుకు మనం ప్రయత్నించాలి. నేను కోరేది శిక్షవేసే పద్ధతులలో ప్రధానంగా మార్పు రావాలని కోరుతున్నాను. నిలువుదండాలు, అడ్డదండాలు, సంకెళ్ళు—ఇది మానవునికి పేయవలసిన శిక్ష కాదు. జంతువులకు పేయవలసిన శిక్ష. కాబట్టి ఇటువంటి పద్ధతులను తొలగించవలసిన బాధ్యత

ఘనందరిమీద వున్నది. ఈ బిల్లులో అటువంటి మార్పులేమీ లేవు. పూర్వపు పద్ధతులనే కంటిన్యూ చేస్తున్నారు. ప్రజా ప్రభుత్వమని చెప్పకొనే కౌంగ్రెసు ప్రభుత్వం కూడా సెల్లును అలాగే వుంచడం సరైన పద్ధతీకాదని నా అభిప్రాయం. ఈ పద్ధతి మార్చింది. జైల్లులో యిచ్చే డైయట్ విషయం చూద్దాం. వాళ్ళకు నాలుగు ఛటాకుల బియ్యం, ౮ ఛటాకుల పిండి, యివ్వాలని వుంది. డైయట్ విషయంలో సైజాంకాలంలో కన్నా యిప్పుడు కొంత మార్పు వచ్చింది. కొన్ని స్వల్ప విషయాలలో యిప్పుడు మార్పులు వచ్చాయి. కాని ఆ పూర్వ షేడ్యూల్ ని— మానవులను హింసించే పద్ధతులను దూరం చేయకుండా ఈ ప్రజాస్వామిక పరిపాలనలో కూడా అలాగే వుంచటం న్యాయంకాదు. ప్రధానంగా బేసిక్ విషయంలో మార్పులు చేయకుండా స్వల్ప విషయాలలో మార్పులు చేస్తే సరిపోదు. అయితే ఈ డైయట్ విషయంలో మాకు తెలుసు. ఖైదీలకి వ్యధానికీ రాత్నెలు చేస్తారు. 300, ౪00 రాత్నెలు, వార్షికు, కానిస్టేబులు ద్వారా బయటకు పెళ్తాయి. ఇవి ఎలా మిగుల్తాయి. ఖైదీలకిచ్చే డైయట్ నుంచే మిగులుతాయి. రాత్నెని కాల్యడం మంచిగా వుంటే మిగలదు. కాని మెత్త మెత్తగా కాలిస్తే అందులోని పిండి పచ్చిగా వుండి తూకం ఎక్కువ వస్తుంది. పచ్చిగా వుండటంవలన ఖైదీలకిచ్చే తుంకు సరిగ్గానే వుంటుంది ఆవిధంగా మిగల్గుబడి కొంతపోవడంవలన ఖైదీలకిచ్చే డైయట్ పూర్తిగా లభింపడంలేదు. డైయట్ సరిపోదు. ఆ విధంగా మిగల్గుడం వలన చాలా అన్యాయం జరుగుతోంది. ఇప్పటికీ ఈ పద్ధతులు సాగుతున్నాయి. ఈ ప్రభుత్వం ఏమైనా మార్పు చేయగలిగారో, అంటే ఏమీ చేయలేకపోయారు. ఖైదీలకు జబ్బులు వస్తే సరైన ఏర్పాట్లు లేవు. హాస్పిటల్స్ జైల్లులో వున్న జబ్బుచేయగానే తీసుకువెళ్ళకుండా రోపో మాపో చనిపోతాడనగా డాక్టరుదగ్గరకు తీసుకు సెల్తారు. అక్కడ కూడా పక్రమంగా మందులు యివ్వడంలేదు. పెయిట్, అనగా బరువు తగ్గితే, జైలు మ్యూనుయల్లో సరిగ్గా పరీక్షించి మండివ్వాలని వుంది. ఆ విధంగా డాక్టరు యివ్వడు. సెనెటింగ్ పెయిట్, తగ్గుతున్నా సరైన డైయట్ ఇవ్వడంలేదు. ఇక చికిత్సకు హాస్పిటల్లోకి తీసుకు వెళ్ళినప్పుడు ఖైదీ జబ్బుగా వున్నాడని చూడకుండా చేతులకు కాళ్ళకు సంకెళ్ళు పెసి ముంచానికి బిగదీస్తారు. ఈ విధంగా రెండు కాళ్ళు, రెండు చేతులు బిగదీస్తే అతని అవస్థ ఏ స్థితిలో వుంటుందో మనం అర్థం చేసుకోవాలి. అలాంటి జబ్బు గలవాళ్ళకు, హాస్పిటల్లో పడపేసిన వాళ్ళకు కూడా సంకెళ్ళబాధ తప్పటంలేదు. అక్కడ ప్రక్కనే పోలీసు కానిస్టేబుల్స్ వుంటారు. వాళ్ళు అక్కడే వున్నా కాళ్ళు చేతులు ముంచానికి బిగించుట ఘోరమైన విషయం, సహించరాని విషయం. అలాంటి పద్ధతి పూర్తిగా మానిపించాలని నా అభిప్రాయం. హాస్పిటల్ డైయట్ లో ఖైదీలకు పాలు యివ్వాలని వుంటే ఆ ప్రకారం ఇవ్వరు. అదంతా అక్కడ అధికారులు మీద ఆధారపడి వుంటుంది. బ్రెయింటాయి. ప్రత్యేకంగా పాలు తీసి ఖైదీలపేర ఖర్చు వ్రాయబడి వుంటుంది. కాని ఎక్కువ బయటికి పోతాయి. అక్కడ పైనుంచి మోల్కీస్, జైలర్, సబ్-జైలర్, దుఫదారు కానిస్టేబుల్స్, వార్షికు, అలా ఖైదీలమీద పెత్తనం చేతాయిగచేవారే. జైల్ మ్యూనుయల్లో వ్రాసిపెట్టిన ప్రకారం డైయట్, మందు విషయంలో మాత్రం జరగదు. అలాంటి అవకాశాలు జరగకుండా చేయడం న్యాయం. తరవాత కొరడా దెబ్బలు కొట్టడం గురించి ఎర నెక్స్ట్ లో వుంది. సైజాం కాలంలో ఈ టీకి టీకి కొట్టించగా పోచయ్య అనే ఆయన చనిపోయాడు. ఈ పద్ధతి పూర్తిగా ఖాసిస్టు పద్ధతి. ఎర నెక్స్ట్ లో వుంది. బెత్తల డయా మీటర్ ఎంత వుండాలనే విషయం వుంది. రూల్స్ లో 3.5 దెబ్బల వరకు కొట్టవచ్చని వుంది. కొరడా

దెబ్బలు కొడ్తారు. ఆ డయామీటర్ ప్రకారం, తావుకాని బెత్తంతో కొడ్తారు టిక్కి టిక్కి వుంటుంది. ఈ పద్ధతి నిజాంకాలంనుంచి వస్తోంది. ఈ దెబ్బలు కొట్టడం చాలా ఘోరమైన విషయం. శిక్ష పేయవచ్చును. గదిలోబంధించ వచ్చును. కాని టిక్కి టిక్కి ద్వారా హింసించడం, కారడా దెబ్బలు కొట్టడం సహించరాని విషయం. దీనిని ఉప-మంత్రిగారు బాగా ఆలోచించి ఈ పద్ధతిని పూర్తిగా తీసివేస్తారని ఆశిస్తున్నాను. ఇక ఖైదీలకిచ్చే వస్త్రాలను గురించి చెబుతాను. వాళ్ళకిచ్చే వస్త్రాలు ఎక్కడనుంచి వస్తాయి? ఖైదీలే సేస్తారు. ఖైదీలు ఉదయం ౮ గంటలనుంచి సాయంత్రం ౫ గంటలవరకు పని చేస్తారు. మొత్తం రోజుకు ౯, ౧౦ గంటలు పని చేస్తారు. వీళ్ళకు ఇచ్చేది ఒక నీక్కరు, ఒక హాఫ్ షర్టు, ఒక టాప్ ఇస్తారు. ఇవి చిరిగితే ఆరు నెలలైన తరువాత యిస్తారు. ఈ పద్ధతి ఇప్పుడు వుంది. ఒక పేర్ యిప్పుడు ఒకటిన్నర ఎక్కువ ఇస్తే యివ్వవచ్చును. అసలు, వాళ్ళకు, సేషనల్ డ్రెస్ యివ్వాలి. రెండు ధోవతులు, నాలుగు చొక్కాలు, రెండు తువాళ్ళు యివ్వాలి. ఇతాంటి పద్ధతి ఎందుకు ప్రవేశ పెట్ట కూడదు? ఈ విషయంకూడా మంత్రిగారు ఆలోచించి సంవత్సరానికి సరిపోయే దుస్తు లివ్వాలని ఇందులో చేర్చాలి. రూల్సులో ఒక నీక్కరు, ఒక చొక్కా అని వుండ వచ్చును. అందుకనే అవన్నీ ఏమిటో చూద్దామని జైలు మ్యానూయల్ మా ముందు పెట్టమని నిన్న మంత్రి గారిని అడిగాం. అసలు ఖైదీలకు అవిధంగా సేషనల్ డ్రెస్ యివ్వాలి. ఇతాంటి పద్ధతి ఎందుకు ప్రవేశ పెట్ట కూడదు? తప్పనిసరిగా వాళ్ళకు దుస్తులు సక్రమంగా సంవత్సరానికి సరిపోయేవి ఇవ్వాలి. పక్క బట్టలు చూస్తే ఒక గొంగళి ఒక పట్ట యిస్తారు. వాళ్ళకు కనీసం ఒక చాప, గొంగళి కప్పుకొనేందుకు బ్యాంకెట్ యివ్వాలి. అతాంటివేమీ తేవు. కనీసంగా మానవునికి అవసరమైన పక్కబట్టలు సప్లై చేయాలి. ఆ విషయం ఈ బిల్లులో ఏమీ లేదు. ఇందులో బట్టలని చెప్పారు. రూల్సునిర్వచనం ఎలాగైనా చేయవచ్చు. ఇక ముతాఖాత్ విషయమై వుంది. ఇప్పుడు ముతాఖాత్ విషయంలో కాన్స్టేబుల్ అయితే నెలకొకసారి, అండర్ ట్రయల్సుయితే నెలకు నాలుగుసార్లు యిస్తారు. మేము కోరేది నెలకు నాలుగుసార్లు ప్రతివానికి యివ్వడం చాలా అవసరం. ఈ ముతాఖాత్ విషయంలో వున్న పద్ధతి ఇప్పుడు ఒక గౌరవనభ్యుడు చెప్పాడు. అక్కడ ఒక జాలీ, ఇనపతెర వుంటుంది. ఈ పద్ధతి వెనకటినుంచి వస్తోంది. ఈ జాలీ వెనక నున్న మనిషి సరిగా కనపడడు. అక్కడ పోలీసులుంటారు. వార్డులుంటాడు అతని ముఖంకూడా సరిగా కనబడనీయకుండా చేస్తున్నారు. దానివల్ల ప్రభుత్వానికి ఏమిటి లాభం? నాలుగు నిమిషాల్లోనా సంతోషంగా మాట్లాడే అవకాశం కల్పించడలేదు. ఆ జాలీ తీసివేయాలి. దానిని తీసివేసినందువలన వచ్చే నష్టం ఏమీ లేదు. అతని బంధువులు కలుసుకొని మాట్లాడ దలుస్తే వారికి జిల్లా పోలీసు సూపరింటెండెంటు అనుమతి లేక హెబ్బా మినిస్టర్ గారి అనుమతి కావాలి. ఇది సైజాం కాలంలో లేదు. అప్పుడు స్నేహితులు, బంధువులు పెళ్ళి చూసుకోవచ్చును. ఇప్పటి పద్ధతి చాలా కఠినంగా వుంది. ఒకరిని కలవాలని మేం నాలుగు రోజులు కూర్చున్నా అనుమతి యివ్వలేదు. ఖైదీలో మాట్లాడినంత మాత్రాన ప్రభుత్వానికి ఏమిటి నష్టం? అతని బంధువులకు, స్నేహితులకు ఇంటర్వ్యూ సదుపాయం కలిగించడం చాలా స్వల్పమైన విషయం. ఈ మాత్రం సదుపాయంకూడా చేయలేకపోవడం ప్రభుత్వం బద్ద నామీ కావడం తప్ప మరేమీ కాదు. కాబట్టి ఇంటర్వ్యూ యిచ్చే విషయంలో బాగా ఆలోచించాలని కోరుతున్నాను. తరువాత ఖైదీలచేత పని చేయిస్తారు. జైలులో వుండేవారి దేహస్థితి ఏమిటి?

ఒక కొట్లో బంధించి వుంచుతారు. అక్కడ ఇచ్చే ఆహారం తిని రోజుకు ₹, ౧౦ గంటలు ఎలా పని చేయ గలుగుతారు? వారు పని చేసేటప్పుడు ప్రక్కనే పోలీసులుంటారు. ఒక నిమిషంకూడా మెసల నివ్వరు. పోయిన సెషన్ లోఫల యం. ఎఫ్. ఏస్. అంతా పోయి చూశాం. వాళ్ళను ఒక్క నిమిషంకూడా మాట్లాడనివ్వరు. ₹ గంటలు పని చేయిస్తారు లిండి సరిగా వుండదు. అందుచేత పనిచేసే శక్తి తక్కువ వుంటుంది. లిండి తక్కువ, పని ఎక్కువ అయినప్పటికీ తొమ్మిది గంటలు పని చేయాలి. అందు వలన జబ్బులు రోజుడం జరుగు తోంది. పోనీ పని చేసినందుకు ఫలితంగా ప్రభుత్వం ఏమైనా యిస్తుందా? అదేమీ లేదు.

కాబట్టి ఆ ఫైదీల న్యాయమైన హక్కులనుగనుక చూసినట్లయితే, వారు రోజుకు ₹ గంటలు పని చేయాలని అనటంలో అర్థం లేదు. జైలు బయట వుండే మూసపుడ రోజుకు ౮ గంటల మాత్రమే పనికాలం ఉండాలని కోరుతున్నాడు. అందుచేత ఫైదీలపై ౮ గంటలు మాత్రమే పని చేయించాలని కోరుతున్నాను.

ఫైదీలను పనులు చేయించుకొని, సరియైన జీతముగాని, సరియైన కూలిగాని ఇవ్వటం జరగడం లేదు. కొన్ని వేల రూపాయలు, కొన్ని లక్షల రూపాయలు ప్రభుత్వము ఈ ఫైదీలపై పని చేయించు కొని సంపాదిస్తున్నది. ప్రభుత్వము తప్పని సరిగా, ఆ ఫైదీలకు సరియైన కూలి, రోజుకు ౮ అణాలు ౯ అణాలు అయినా ఇవ్వాలి. ఈ విధంగా వారికి కూలి ఇస్తే, వారికి పనులు చేయ తొనికి ఉత్సాహం కలుగుతుంది. పని చేస్తే ఎక్కువ కూలి ఇస్తారుగదా అని, వారు ఎక్కువ ఉత్సాహముతో పని చేస్తారు. అందుచేత వారికి సరైన కూలి ఇవ్వాలి. ఇది హిరియోక్స్ న్యాయమైన కోరిక కాబట్టి దీనిని తప్పక ప్రభుత్వము అంగీకరించాలని కోరుతున్నాను.

తరువాత, పెరోలు విషయంచూస్తే, ఇది ఎవరైతే హత్యచేసి, శిక్షలు పొంది జైళ్ళకు వస్తారో ఆ ఫైదీలకు వర్తించటం లేదు. వారికి పెరోలు అనేది లేదు. దానిని వారికి కల్పించాలి సంవత్సరానికి పదిరోజులు, ౧౨ రోజులు తమ చుట్టూలను చూడటానికి ఆ ఫైదీలకు అవకాశం ఇవ్వాలి. ఈ విధంగా హత్యలుచేసి, శిక్షలుపొందే ఫైదీలుగూడ ఎరిచుట్టూలను చూసేందుకు అనుమతించే పద్ధతిని ప్రభుత్వం అంగీకరించాలి. దీనివల్ల ప్రభుత్వానికి ఏవిధమైన నష్టము కలుగదు. పైగా దానివల్ల ఒక క్రొత్త పద్ధతిని ప్రవేశపెట్టినట్లు అవుతుంది. అందుకు అవకాశం కూడ ఈ బిల్లులో తీసుకు రావాలని కోరుతున్నాను.

ఇంకో విషయమేమంటే పైజ్జానికంగా ఫైదీలను అభివృద్ధి చేయాలి. వారిని బుద్ధి మంతులను చేసి బయటకు వంపాలని మనకు వున్నది. అది మంచిదే. వారికి విద్య నేర్పిస్తున్నాము, పైజ్జాం ప్రభుత్వ కాలంలోలేదీ, యీనాడు వారికోసం పాఠశాలలు నిర్మించాము. మంచిదే. అంతేగాక, వారినిపైజ్జానికంగా కూడ అభివృద్ధి చేసి, వారి చేదు గుణములను దూరం చేసి, మంచి గుణములను అలవాటుచేసి, వారు కల్పరత్న అభివృద్ధి ఆయ్యే పద్ధతులలో జైళ్ళ సంస్కరణలు ప్రవేశ పెడితే బాగుంటుంది. దానిని గురించి యీ బిల్లులో ఏ సెక్షన్ లోనూ లేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులోని ఏదో ఒక సెక్షన్ లో దీనిని గురించి ఇమద్దాదానికి ప్రయత్నించాలని కోరుతున్నాను. లేదా దీనిని గురించి ఒక ప్రత్యేక సెక్షన్ తీసుకు వస్తే బాగుంటుందని కోరు కున్నాను.

شری مادھوراؤ نرلیکر (ہنگولی - محفوظ) :- - مسٹر اسپیکر سر - آج ایوان کے سامنے جو پرنسپل بل ہے اسکو میں نے غور سے پڑھنے کی بعد یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا اس بل کے ذریعہ قیدیوں کو یا قید خانوں میں اس وقت جو انتظامات ہیں اس میں کچھ سہولتیں دی جا رہی ہیں یا نہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بل کے لانے کے باوجود بھی پہلے سے جو انتظامات جیلوں میں ہیں وہی حسب حال قائم رہینگے جمہوری حکومت آنے کے بعد یہ توقع کی جاتی ہے کہ ہر جگہ خواہ وہ کوئی جگہ ہو قیدیوں ہی کے لئے کیوں نہ ہو فلاح و بہبود کے کام کئے جائیں گے اور موجودہ مشکلات کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی - سب سے پہلے ایسے مقامات کی اصلاح ہونی چاہئے جہاں جرائم کرنے کے بعد لوگ جاتے ہیں اور جیسا کہ آنریبل مسٹر صاحب نے ہاؤز میں کہا تھا کہ اب نظام صاحب کی حکومت کے زمانہ کی جیلیں نہیں ہیں - انکو جیل خانہ نہیں بلکہ سدھار گھر کہنا چاہئے - ممکن ہے کہ ہاؤز کے بہت سارے ممبرس نظام صاحب کے زمانہ میں جیلوں میں رہے ہونگے اور اس کا انہیں تجربہ ہوگا - لیکن جمہوری حکومت آنے کے بعد مرہٹواڑہ شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے زمین ستیہ گرہ کے سلسلہ میں مجھے جیل میں رہنے کا موقع ملا اور تقریباً ۶ مہینے کے ان بہرے میں نے وہاں کے حالات کا جو مطالعہ کیا ہے اس بناء پر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بل جیل خانوں کے موجودہ انتظامات میں کوئی فرق لانے والا نہیں ہے - اس کے برخلاف اس بل کے ذریعہ جو اختیارات جیل

آفیسر (مہتمم اور جیلر) کو دئے گئے ہیں وہ اس سے کان فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ پہلے تو کوئی پرنسز جیل میں داخل ہوتے ہی اس کی تلاشی لی جاتی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ آیا وہ شخص کوئی جرم کر کے جیل میں داخل ہو رہا ہے یا وہ سیاسی قیدی ہے ۔ یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کہ وہ کیا جرم کر کے وہاں آیا ہے ۔ شریف لوگ جو عوامی بھلائی کا کام کرنے کی وجہ سے وہاں بھیجے جاتے ہیں انکے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوتا ہے اور انکے کپڑے اتارے جاتے ہیں ۔

دوسری چیز یہ ہے کہ عہدہ داروں کو دفعہ ۴۶ اور ۴۷ کے تحت سزائیں دینے کا اختیار دیا گیا ہے ۔ اس سے انہیں نہ صرف سزائیں دینے کا بلکہ وہاں کے قیدیوں کو ستانے کے لئے بھی موقع مل گیا ہے۔ جو قیدی بیمار ہوتے ہیں اور ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے ایسے قیدیوں کے بارے میں بل میں ذکر کیا گیا ہے کہ نئے قیدی جیل میں داخل ہوں تو طبی آفیسر آکر انکا معائنہ کریگا اور وہ ٹھیک طور پر جو کام کر سکتے ہیں وہی کام انہیں دیا جائے گا۔ لیکن جو لوگ جیل گئے ہیں انہیں اس کا علم ہے کہ اسکا لحاظ نہیں کیا جاتا ۔ دو تین مہینے کی سزا ختم ہونے کے بعد اگر ڈاکٹر آجائے تو معائنہ ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا ۔

[SHRI. B. D. DESHMUKH (CHAIRMAN) IN THE CHAIR]

اس میں شک نہیں کہ مجھے پربہنی جیل کے علاوہ سنٹرل جیل اورنگ آباد میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ سنٹرل جیل میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہاں جاتے ہی قیدی کا معائنہ کیا جاتا ہے ۔ قیدی جو کام کر سکتا ہے یا جو کام جانتا ہے اوسکی بجائے اوسکو دوسرا کام دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک قیدی کپڑا بننا جانتا ہے کوئی شطرنجی بننا جانتا ہے اور کوئی بید کی کرسیاں بننا جانتا ہے یا سلائی کا کام جانتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں یہ کام جانتا ہوں مجھے یہ کام دیا جائے لیکن وہاں کے افسر اوس سے وہ کام نہیں لیتے بلکہ دوسرا کام لیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس سینئر قیدی ہیں اون کو یہ کام دیا جائیگا اور تم سے آؤٹ ڈور (Out door) قیدیوں کے ساتھ مٹی کھودنے یا مٹی اٹھانے کا کام لیا جائے گا ۔ ابھی آنریبل منسٹر نے کہا کہ جو قیدی ہیں انکو امن پسند قیدی بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ دنیاوی زندگی اچھی طرح بسر کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے انہیں ایسے کام کی ٹریننگ دیتے ہیں جن سے انکو فائدہ پہنچے ۔ لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ قیدی کے منشاء کے موافق کام نہیں دیا جاتا اس لئے وہ پریشان رہتے ہیں ۔ اور جب باہر نکلتے ہیں تو وہ کسی کام کے بھی نہیں رہتے ۔ اس قسم کا ان بھو بہت سے لوگوں کے بارے میں ہم کو ہوا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ عہدہ داروں کو جو اختیارات دئے گئے ہیں اسکی بجائے وائٹرس بورڈ (Visitors board) کو اختیارات دینا چاہئے ۔ اور قیدی جس کام کے لائق ہو اوسکو وہی کام دینا چاہئے ۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ قیدی سے وہاں کے افسر جس قسم کا برتاؤ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انکو ایک ہسٹری ٹکٹ (History ticket) دیا جاتا ہے جس پر قیدیوں کی کارگزاری لکھی جاتی ہے ۔ ہسٹری ٹکٹ لکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ اوسکے لحاظ سے مہینے کے آخر میں معافی ملتی ہے ۔ ایسے قیدی جن سے افسروں کے گھروں پر کام لیا جاتا

ہے۔ جن سے برتن دھلائے جاتے ہیں۔ جو بچوں کو بہلاتے ہیں اور ان کے تعلق سے معافی کا عمل ہونا ہے لیکن اس میں کوئی ایسا سکنشن نہیں رکھا گیا کہ اس طرح پرائیوٹ کام لیں تو ایسے افسروں کو کیا کیا جائیگا۔

شری. شوبھراو ماہوہراو واہمارے (نیلنگا):—ک्या ایسے کام لے سکتے ہیں، کیا ایسا کوئی سیکشن رکھا گیا ہے؟

شری مادھو راؤ نرلیکر :— اس طرح کا کام لیتے ہیں۔ اگر کوئی افسر اس طرح کا کام لے تو اس کو کیا سزا دیجاتی چاہئے اس میں کوئی تجویز نہیں ہے۔ مختلف قوانین ہیں لیکن پھر بھی کام لیتے ہیں۔ اور جو قیدی کام کرتے ہیں ان کی ہسٹری ٹکٹ پر معافی کا عمل کیا جاتا ہے نو گھنٹے کام کے بتائے گئے ہیں لیکن صبح کے چھ بجے سے شام کے چھ بجے تک کام لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو باڈی (جو کھانا ان کو دیا جاتا ہے اوسکو باڈی کہا جاتا ہے) ان کو دیجاتی ہے وہ بھی ان کے کام کے مقام پر بھیج دی جاتی ہے اور ان کو کھانے کے لئے تک نہیں چھوڑا جاتا۔ دس گیارہ گھنٹے کام لیتے ہیں اس کے باوجود جب معافی کا سوال آتا ہے تو ان کو معافی نہیں دی جاتی بلکہ ان لوگوں کو معافی دینا ہے جو گھر پر کام کرتے ہیں۔

دوسری چیز یہ کہ جن لوگوں کو قتل وغیرہ کے جرم میں دس بیس سال کی سزا ہوئی ہے ان کو حکومت کی جانب سے پیرول (Parole) پر چھوڑنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن ایسے قیدیوں سے ملنے پر معلوم ہوا کہ دو سال کے بعد ۱۰ دن کی رخصت دی جاتی ہے۔ قیدیوں کی یہ خواہش ہے کہ انہیں سال میں ایک مرتبہ ۱۰ دن کی چھٹی ملنی چاہئے۔ یہ ان کا مطالبہ ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ وہاں جو بورڈ ہوتا ہے اوسکی میٹنگ تین مہینے یا چھ مہینے میں ایک مرتبہ ہوتی ہے ایسے قیدیوں کے بارے میں جن کو دس سال یا بیس سال سے زائد سزا ہوتی ہے تین سال کے بعد وچار کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کا کہنا ہے کہ تین تین سال تک بورڈ میں نام آتا رہا لیکن ان کو رہا نہیں کیا گیا۔ ان کے بعد جن لوگوں کے نام پیش ہوئے انہیں رہا کر دیا گیا لیکن ان کی نویت نہیں آئی۔ بلکہ ان کو تین مہینے یا چھ مہینے کی توسیع دیجاتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے اس طرح کی توسیع دیدے کر انہیں لالچ میں رکھنے کی بجائے صاف صاف طور پر انہیں بتادیا جائے کہ تمہیں اتنے دن اتنے سال قید میں رہنا ہے۔ اس سے قیدی مطمئن ہو جائے گا اور اس کو انتظار کی زحمت نہ ہوگی۔

ایک اور چیز مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ قید خانوں میں بھی چھوت چھات برقی جاتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ ہمارے چند بھائی جو کسی نہ کسی جرم کے مرتکب ہو کر وہاں آئے ان کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ صفائی مثلاً پاخانہ صاف کرنے جھاڑو دینے کا کام کریں اگر وہ نہ کریں تو کہا جاتا ہے کہ تمہارے لئے یہ کام مختص کیا گیا ہے۔ میں نے مہتمم صاحب سے کہا کہ قانوناً یہی کام کرنے پر آپ مجبور نہیں کر سکتے اس کے باوجود ان سے وہی کام لیا جاتا رہا۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ وہاں جو کھانا پکتا ہے وہ برہمنوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے سکھوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے اور دوسری قوم والوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے۔ جو لوگ وہاں مجرم کی حیثیت سے آتے ہیں یا کسی پبلک انٹرسٹ (Public Interest) کی خاطر آتے ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ سب لوگوں کے لئے ایک ہی باورچی خانہ میں کھانا پکنا چاہئے۔ وہاں بھی چھوٹ چھات برقی جاتی ہے یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ جو بیاک ورڈ کلاسس ہوتے ہیں اون سے سخت قسم کی مشقت لی جاتی ہے مثلاً پتھر اٹھواتے ہیں۔ مٹی کھدواتے ہیں اور اسی قسم کے کام لئے جاتے ہیں اور قیدیوں میں سے جسکو وارڈن بنایا جاتا ہے اس کا بھی بیاک ورڈ کلاسس کو کم موقع دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ کارخانوں میں کام کا موقع دیا جاتا ہے اور نہ مشینوں وغیرہ کا کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ صفائی جھاڑو وغیرہ اسی قسم کے کام لئے جاتے ہیں۔ میری یہ التجا ہے کہ کام مساوی طور پر لینا چاہئے اور قیدی کے منشا کے مطابق اسکو کام دینا چاہئے۔

غذا کے تعلق سے میں عرض کرونگا کہ وہاں صبح جو غذا دی جاتی ہے وہ آٹے کی ابل ہے جسکو گنجی کہا جاتا ہے۔ گنجی کے بجائے روٹی دی جانی کرے تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چائے کے مانند گرم پانی میں تیار کی جاتی ہے جسکی وجہ سے پیٹ میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اس طرح گرم پانی کی گنجی دینے کی بجائے سرد پانی سے روٹی بنا کر دیں تو مناسب ہوگا۔ میں خود وہ کھانا کھایا ہوں باوجود اسکے کہ میں ایک ایم۔ ایل۔ اے تھا مجھے کوئی خاص غذا نہیں دی گئی۔ میں نے اس جانب توجہ بھی دلائی۔ جب آنریبل ممبر فرام پربھنی جیل میں معائنہ کے لئے تشریف لائے تھے تو وہ میری کوٹھری میں بھی آئے تھے میں نے اون سے کہا کہ اگر مجھے اے کلاس یا بی کلاس نہیں دیا جاتا تو خیر کم از کم تھنڈے پانی کی روٹی تو دیں لیکن مجھے وہ بھی نہیں دی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ مہینے میں میری صحت پر بہت برا اثر پڑا۔ گرم پانی کی روٹی سے ایک قسم کی آگ پیٹ میں محسوس ہوتی ہے۔ اوسکو تھنڈا کرنے کے لئے چھانچ دی جاتی ہے لیکن اوس سے آگ نہیں بجھ سکتی۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ جیل خانوں میں جو سیاسی لوگ جاتے ہیں اون کے لئے کوئی الگ پر بندہ نہیں کیا گیا۔ وہاں اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا ہے جس طرح دوسرے قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہماری ستیہ گرہ کے سلسلہ میں (۱۸) سو لوگ جیل گئے۔ گورنمنٹ سے مطالبہ کرنے کے باوجود اون کو اونکے حقوق نہیں دئے گئے بلکہ عام قیدیوں سے جس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے ویسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ یہ چیز اس لوک شاہی اور جمہوریت کے زبانا میں نہیں ہونی چاہئے۔ میں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ اس قانون کو زیادہ جمہوری اصولوں پر بنایا جائے۔ اور جو ترمیمات آئیں گی اگر وہ اچھی ہوں تو منظور کر لی جائیں۔ اس وقت ڈسٹرکٹ کے جیلوں کی حالت بہت خراب ہے۔ پربھنی کی جیل تو ایک دوزخ ہے۔ وہاں گاجر کے پتے کی بھاجی دی جاتی ہے۔ وہاں کے

قیدیوں کو جو بیہتہ اور غلہ یعنی دال وغیرہ ملتی وہ وہاں کے مہتمم یا جیلر کے مکان کو جلی جاتی ہے۔ ان چیزوں کو اب ختم کرنا چاہئے اتنا عرض کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री शेषराव माधवराव वाघमारे:— अध्यक्ष महोदय, जिस बिल पर दो वक्ताओं ने प्रकाश डाला है। पहला भाषण तेलगु में हुआ, जिसलिये उसका पूरा मतलब मैं नहीं समझ सका। उसकी थोड़ी सी चीजें मेरे एक भाजीने बयान कीं। लेकिन दूसरे भाषण में जो बातें कही गयीं उसके बारे में मैं कुछ चीजें हाजूस के सामने रखना चाहता हूं। एक आनरेबल मेंबर ने जिस कानून को सामने रखते हुए ऐसी चीजें कहीं कि जिससे यह मालूम हो रहा था कि जो कानून आ रहा है वह अन्होंने से मुतालुक होनेवाला है और कभी फिर से आनरेबल मेंबर को जेल में जाने की बारी आये तो जिसका बार अन्होंने पर होनेवाला है। ऐसा ही समझकर वे तकरीर कर रहे थे। जैसे अन्होंने कहा कि गरम पानी की रोटी वहां बनायी जाती है और वह मेरी तबियत को भाती नहीं, जिसलिये ठंडे पानी की बनायी जाय। आनरेबल मेंबर को मालूम होना चाहिये कि जो असूल बनाये जाते हैं वह आम पब्लिक का ख्याल रखकर बनाये जाते हैं। किसी खास शख्स के लिये कोई असूल किसी कानून में दर्ज नहीं होता। कोई शख्स अपनी सेहत के लिहाज से सुबह पानी और नींबू लेता है। वह खास चीज एक आम कानून में किस तरह से दर्ज हो सकती है? उसके दर्ज न होने से क्या कानून अधूरा समझा जायगा? नहीं। जिसलिये मैं आनरेबल मेंबर से कहूंगा कि अगर आपकी तबियत के लिये गरम पानी की रोटी नहीं भाती तो कानून में एक शख्स के लिये अन्तेजाम नहीं किया जा सकता। लेकिन असल बात को भी देखें तो मालूम होगा कि आम तौर पर रोटी जिस तरह से अच्छी बनती है। देवियां जिसको अच्छी तरह से जानती हैं। हर घर का तजरूबा है कि ठंडे पानी से रोटी अच्छी नहीं बनती बल्कि गरम पानी से रोटी अच्छी बनती है। शायद आनरेबल मेंबर भी जिस बात को अच्छी तरह से जानते होंगे, लेकिन यह मालूम होने पर भी मुमकिन है कि आनरेबल मेंबर जिस कानून की तरफ अपनी सेहत की दृष्टि से देखते हों। लेकिन मैं उनसे कहना चाहता हूं कि यह कानून आपके लिये ही सिर्फ नहीं बनाया गया है। मैं आनरेबल मेंबर से यह भी प्रार्थना करूंगा कि वे फिर किसी कानून के तहत गिरफ्तार किये जाने की नौबत न लायें। आम तौर पर कानून का मनशा क्या है और आज के लोकशाही के जमाने में क्वानीन किस तरीके से बनते हैं, जिसकी तरफ आनरेबल मेंबर नजर डालें। हम आज किस दौर से गुजर रहे हैं जिसको पहले समझें। एक जमाना था जिस वक्त कोई शख्स चोरी करता था तो उसके हाथ काट दिये जाते थे। कोई कत्ल या खून करता था तो उसकी कैसी कड़ी सजा दी जाती थी जिसका पता हमें भारतवर्ष के इतिहास से मिलता है। जिसका कत्ल होता था उसीकी खोपड़ी में कातिल को हर रोज पानी पीने के लिये मजबूर किया जाता था और उसको गांव के बाहर रहना पड़ता था, वह गांव के अंदर नहीं जा सकता था। उस जमाने में अितनी सख्त सजा क्यों दी जाती थी? फर्ज कीजिये कि जिस आदमी ने चार खून किये हैं उसको अगर आप जेल में पंखे के नीचे बिठायें और पलंग पर सुलायें तो उसका असर क्या होगा? जिस शख्स ने एक आदमी का खून किया है, जिसने एक औरत को उसके पती को मार कर बेवा बनाया है, जिसने बच्चों से उनके पिता को छीनकर लावारिस बना

दिया है और जिस तरह से अंक परिवार को बरबाद किया है अैसे शख्स के साथ किस तरह का बर्ताव किया जाना चाहिये, यह अंक बड़ा सवाल है। अिन चीजों का लिहाज करके अुस जमाने में अितनी सख्त सजायें दी जाती थीं और इसी लिहाज से अुन्होंने कानून मुदब्विन किये थे। इसका असर भी अुस जमाने में काफी होता था और कोअी आदमी आम तौर पर हिम्मत नहीं करता था कि अलल अैलान कहीं पर कतल करे या चोरी करे। लेकिन वह जमाना गया। वह चीजें अब हम बोल भी नहीं सकते। जमहूरियत का दौरा आया है। लोकशाही में अैसी सजाओं बहुत सख्त समझी जाती हैं। आनरेबल मेंबर अभी लोकशाही के जमाने में ही जेल में जा कर आयें। अुन्होंने कहा कि जेल के अंदर जाते ही पूरे कपडे अुतार लिये जाते हैं। पिछले जमाने में भी जहां तक मेरा अनुभव है पूरे कपडे नहीं अुतारे जाते थे, लेकिन जेल में जाते ही जो तलाशी ली जाती है अुसका मतलब क्या होता है अुसको भी समझना चाहिये। वह तलाशी असलिये ली जाती है कि जो शख्स जेल में जाता है वह अैसी कोअी चीज अपने साथ न ले जायें मसलन् कोअी हथियार या चाकू वगैरा जिससे वह अंदर जाकर अैसी कोअी हरकत करे जो खिलाफे कानून हो। लेकिन आनरेबल मेंबर ने जो कहा कि मुझे पूरा नंगा कर दिया गया था असमें मुझे मुबालगा मालूम होता है।

مسٹر چیرمن :- بہتر ہے کہ آپ اپنا تجربہ بیان کریں۔

श्री शेषराव माधवराव वाधमारे:—मैं यह कहना चाहता था कि जिस कानून में यह नहीं लिखा गया है कि जेल में जानवाले को पूरा नंगा कर दिया जायेगा। असलिये किसी खास व्यक्ति से या आफिसर से कोअी खास फेल होता है तो अुसके लिये कानून तबदील करने की जरूरत नहीं है। और न किसी अंक शख्स की खास आदत के लिये कानून में तबदीली करने की जरूरत है। वास्तव में अुस शख्स की आदतों को सुधारने की जरूरत है। असलिये मैं अजं कखंगा कि जिस वक्त जो सजा मुर्करर की गयी है अुसका मतलब यह है कि अुस शख्स की हालत को, अुसकी नीयत को सुधारें और हम देखें कि वह जेल से छूटने के बाद फिर गुनाह करने की तरफ रागिब न हो। जिस लोकशाही दौर के पहले मुझे भी सत्याग्रह के सिलसिले में जेल में जाने का अनुभव है। मैंभी गंजी में छः महीने तर रह चुका हूं। अुस वक्त की अंक घटना मुझे याद आती है कि अंक लडका मेरे हाथ के नीचे पानी लाने के लिये दिया गया था। मैंने अुस लडके से दरयापत किया कि वह जेल में क्यों आया है। अुसने बताया कि चोरी के जूम में वह पकडा गया था। चार मर्तबा वह जेल भुगत चुका था। फिर मैंने पूछा कि अब जेल से छूटने के बाद तू क्या करेगा? अुसने बताया कि जिस वक्त तो मैं गलती से पकडा गया। चोरी करने के बाद माल लेकर मैं अंक जगह बैठा, वहीं मुझे नींद आयी और असलिये पुलिस ने मुझे पकड लिया। अब मैं कभी चोरी कखंगा तो कभी नींद नहीं लूंगा और अैसी कोशिश कखंगा कि फिर कभी पकडा न जासकूं। मैं यह अुसलिये कह रहा हूं कि आज जो सजा दी जाती है अुससे मालूम होता है कि कोअी सुधर चोरी को मनीवृत्ति में नहीं हो रहा है। चोर फिर चोरी की तरफ रागिब हो रहे हैं। इसका मतलब यह है कि बाहर की बजाय अुन्हें जेल में ही आराम मालूम होता है, मजा अुडाने को मिलता है, बाहर रहें तो मजदूरी करनी पडती है और दिन भर मेहनत करके पसीना टपकाना पडता है और अितना करने पर जियादा से जियादा डेड रुपया मजदूरी मिलती है। जेल में आने के बाद थोडा सा अिषर अुधर कर लया तो पेट भर रोटी खाने को मिलती है, कपडा मिलता है, और रहने के लिये बकाने मिलती है।

और मजदूरी ढूँढने की फिकर भी नहीं रहती। जो सुझाव आनरेबल मॅम्बर ने पेश किये हैं वे जो मुजमीन जेरे तहकीकात होते हैं उनके बारे में होते तो बात दूसरी थी। लेकिन जिन्होंने खून किये हैं, डाके डाले हैं और दूसरों की जिंदगी बरबाद कर दी है और जिनको सजा हुई अैसे लोगों के बारे में हम यह कहें कि उनको सब तरह की सहूलतें देनी चाहियें, पेट्रोल पर छोड़ना चाहिये वगैरा तो इसका बाहर के लोगों पर भी क्या असर होगा, इसको भी देखना चाहिये। आज चोरी करने वाले को आम तौर से छः महीने की सजा होती है हालांकि ज्यादा से ज्यादा तीन साल की सजा हो सकती है। मेरा तजरूबा है कि छः महीने की सजा जिनको होती है वे जेल से छूटने के बाद फौरन चोरी करते हैं। मेरे अलाके में मदनसुरी नाम के गांव में एक सेटचा नामी शख्स है जिसको चोरी करने की आदत थी। जेल से छूटते ही वह फिर चोरी करता था। जहां कहीं चोरी की वारदात हुई तो पुलिस को पता चल जाता है कि सेटचा जेल से रिहा हो गया है इसीलिये यह वारदात हुई। जब उसके घर की तलाशी ली जाती है तो माल उसी के घर में मिलता है और दूसरे ही दिन वह फिर से जेल में आता है। अैसे लोगों को पेट्रोल पर छोड़ने की बात कही जाती है। मैं समझता हूं कि हमें चोर, डाकू और खूनी के साथ हमदर्दी नहीं होनी चाहिये। जेल को भी उनके लिये ससुराल नहीं है कि बाहर रहकर वह समाज को तकलीफ दें और जेल में जाकर आराम की जिंदगी बसर करें। आपको अैसे सुझाव करने चाहिये जिनसे गुनाह करनेवाले लोगों का सुधार हो सके। अैसे सुझाव आप देंगे तो गवर्नमेंट उन पर जरूर गौर करेगी। लेकिन अैसे सुझाव जिनसे उनकी आदत में कोई तबदीली नहीं होगी, चोर चोरी करते रहेंगे, डाकू और कातिल डाके और कतल करते रहेंगे तो उससे क्या होनेवाला है? आप इसको भी जरा सोचिये कि अैसे लोगों को सहूलतें दी जायें, पेट्रोल पर छोड़ दिया जाय तो लोगों पर क्या असर होता है? गांव के लोग कितने परेशान हो जाते हैं, औरतें समझती हैं कि इसने मेरे पति को मारा, बच्चे समझते हैं कि इसने हमारे पिता को मारा और हमारा परिवार बरबाद कर दिया अैसा वह शख्स फिर हमारी छाती पर सवार हो कर गांव में आया है, और मजा करता है। आप तो अैसे डाकू और कातिलों के साथ हमदर्दी कर रहे हैं जिन्होंने लोगों के घर लूटे हैं, खून किये हैं और परिवार बरबाद कर दिये हैं। आप अैसे लोगों की आदतें सुधारने के बारे में सुझाव करेंगे तो गवर्नमेंट उन पर जरूर गौर करेगी। इसलिये मैं यह कहूंगा कि शख्सी चीजों पर हमें गौर नहीं करना चाहिये। लेकिन साथ साथ मैं गवर्नमेंट से यह अपील करूंगा कि इसमें जो ताजियाना की सजा रखी गयी है वह आज के लोकशाही के जमाने में आम तौर पर ठीक नहीं समझी जाती। इसके निस्वत मुझे यह कहना है कि इसको इस कानून से हजफ किया जाय और उनके सुधार के लिये जिस तरह की सहूलतें मुजमीन को देना मुनासिब है वह जरूर दी जायें ताकि वे सुधार जायें और जेल से निकलने के बाद अच्छे नागरिक बनकर अपनी जिंदगी बसर कर सकें। दूसरी चीज मैं यह कहना चाहता हूं कि दफा ४६ के जिनम ८ में जो है कि:

(Separate Confinement) ”یا اوس کو سپریٹ کنفائنمنٹ میں رکھا جاسکے گا جس کی مدت تین ماہ سے متجاوز نہ ہوگی۔“

अिस तरह से जो तीन माह की मुहत्त रखी गयी है वह ज्यादा है। मैं समझता हूं कि तीन महीने के बजाय दो महीने बना दिया जाय तो मुनासिब होगा। अपीलीशन के मॅम्बर अिस कानून को

पूरी तरह पढते तो उन्हें मालूम हो जाता कि किस तरह की हरकतें जो लोग करते हैं उनको किस तरह की सहायता आज के लोकशाही के जमाने में दी गयी है। हाल ही में मैं जेल देखने के लिये गया था। वहां पर खेल-कूद के लिये अन्तिम जाम किया गया है, शिक्षा प्रसार के लिये आदमी मुकदर किये गये हैं, वहां पर पाठशालाएँ हैं, ऐसी बहुत सी सहायता गवर्नमेंट ने दी है। आखिर में मैं यह अर्ज करूंगा कि मैंने जो सुझाव दिये हैं उनपर गवर्नमेंट गौर करे और हाबुस से मैं दरखास्त करूंगा कि जिस बिल को पास किया जाय।

श्रीमती आशाताजी वाघमारे (वैजापुर) :—अध्यक्ष महोदय, हिंगोली के माननीय सदस्य का भाषण सुनने के बाद कुछ कहने की मुझे भी प्रेरणा हुई है। मुझे जिसलिये भी कुछ कहने की आवश्यकता मालूम हुई कि औरंगाबाद जेल पर पिछले दो साल से मैं एक गैरसरकारी अफसर हूँ, और हर महीने मैं उस जेल में जाकर निरीक्षण करने की सहायता मुझे मिलती है। मुझे यह कहना है कि जो नुकताचीनी की गयी है कि जेल में ऐसा होता है और वैसा होता है, तो १९४७ में मैं भी जेल में रही हूँ। शायद माननीय सदस्य तो अभी पहली बार सन १९५३-५४ में जेल में जाकर आये हैं और उन्होंने अतना सुधार हुआ जेल देखा जिसलिये उनको मालूम हो रहा है कि कोबी सुधार नहीं हुआ। अगर पांच छः साल पेशतर वे जेल में जाते तो शायद आज का पूरा दिन भी उनको तकरीर करने के लिये बस नहीं होता। पुराने जमाने के जेल से आज के जेल में सौ गुना ही क्या बल्कि हजार गुना अच्छे सुधार किये गये हैं। मैं स्वयं कांग्रेस पार्टी की एक सदस्या होने के नाते तारीफ करने के लिये खड़ी नहीं हुआ हूँ। लेकिन जो बातें सही हैं उनको छिपाकर अगर कोबी मनमानी नुकताचीनी करे तो यहां जो लोग बैठे हैं वे उसको चुपचाप नहीं सुन सकते। मैं कहूंगी कि आज जेल के अंदर हर शख्स के लिये जितनी सहायता देना जरूरी है, उतनी दी गयी है। पहले जेल में जानेवाले लोगों में से जिनको पान तंबाखू खाने की या सिगरेट-बीड़ी पीने की आदत होती थी उनको बहुत तकलीफ होती थी, लेकिन अब कानून में यह सुधार किया गया है कि अपने जाती सरफे से कोबी सिगरेट-बीड़ी पीना चाहता है या पान तंबाखू खाना चाहता है तो वह खा सकता है। रोटी के सिलसिले में जिक्र करते हुये उन्होंने कहा कि कैदियों को गंजी पिलायी जाती है। वास्तव में उसको गंजी नहीं बल्कि कांजी कहा जाता है। गंजी का मतलब होता है अलग कोठरी में कैदी को बंद कर के रखना। सच पूछा जाय तो कांजी एक अच्छी चीज होती है। जहां तक मेरा संजाना है वर्धा के आश्रम में भी सुबह के वक्त आश्रमवासियों को कांजी दी जाती है। वर्धा का आश्रम कोबी जेलखाना तो नहीं है। मैं जब वर्धा आश्रम में गयी थी तब मैंने देखा है हर सुबह नाश्ते के लिये कांजी दी जाती है और वह कांजी सिहत के लिये बहुत अच्छी थी गोया वहां देखकर ही जेलों में भी इसे शुरू किया गया। यह कोबी खराब चीज नहीं है। सिहत के लिये वह बहुत ही अच्छी चीज है।

दूसरे खाने के बारे में कहा गया है। मैं जेल की विजिटर (visitor) होने के नाते मैं जेल में जाती हूँ। मैंने देखा है कि, वहां पर जो दाना मिलता है वह काफी अच्छा होता है। जब कभी मैं जेल देखने के लिये जाती हूँ तो पहले से अतिशय आदि देकर नहीं जाया करती हूँ। क्योंकि शायद अतिशय देकर जाने से असली हालात मालूम न हो सकें।

लेकिन जब भी मैं ऐसे अचानक वहां गयी मैंने देखा की वहां का जो भी अतिजाम किया जाता है वह ठीक रहता है। साधारणतः हमारे मध्यम वर्गका जो भोजन रहता है वही वहां भी दिया जाता है। पानी में रोटी की गजी तो रोटी कच्ची रहने का कोशिश नहीं होता है। अगर रोटीसेकने में कच्ची रही तो भी सेहत को नुकसान नहीं पहुंचाती है। जेल में खाने के बारे में और दूसरे बारे में देखभाल करने के लिये डॉक्टर भी रहते हैं। वे भी हर वक्त खाकर देखा करते हैं। बिमारों को दूध छाछ घि आदी भी दिया जाता है। रेशन भी जो दिया जाता है वह भी काफी अच्छा रहता है। हर रोज अंक बार गेहूं की रोटी दी जाती है और त्योहारके दिन मिठाई भी बनायी जाती है। सब लोगों का खाना अंक ही जगह बनता है और सब लोग अंक ही जगह खाते हैं। सिर्फ जो अप्पा लिगायत रहते हैं उनके लिये वे अलग खाना बना लेते हैं। अलबत्ता औरतों के लिये भी खाना अलग ही जगह बनता है, और उन्हें अलग ही दिया जाता है। उनके पंच हैं, कटिन हैं, रेडिओ हैं, खेलने का ग्राउंड है, यह सब रहते हुए भी टीका की जाती है। फटके और टिकटी की यह सजायें बंद हैं। मैं बता सकती हूं कि आज वह पुराने जमाने के जेल नहीं रहे हैं। अब जेलों में काफी सुधार हुआ है। अतना कहकर मैं अपना भाषण समाप्त करती हूं।

శ్రీ కె. వెంకయ్య (మధిర) :—మిస్టర్ స్పీకర్ సర్,

ప్రిజన్లు బిల్లును ఇక్కడకు తీసుకు వచ్చిన తరువాత నేను అనుకొన్నది ఏమంటే, ఇక్కడ పున్న చెరసాలలు....

శ్రీ. శ్రీనివాసరావ అఖిలీకర :—ఆన్రెబుల్ మేంబర్ హిందీ యా అంగ్రేజీ మే బోలెం తొ మనాసిబ్ హొగా। మే అుసె సమజ్ సక్సాగా। యది హిందీ యా అంగ్రేజీ బిలకుల హీ న ఆతీ హొ తొ ఫిర బాత్ అలగ్ హే।

مسٹر چیرمن :- آنریبل ممبر محبور ہیں اس لئے میں نے اجازت دی ہے۔

శ్రీ కె. వెంకయ్య : 'కాబట్టి చెరసాలలో ఉన్నట్టియొక్క ఇబ్బందులను తొలగించడానికి ప్రత్యేకంగా ఈ బిల్లును తీసుకు వచ్చారు, దీని మూలంగా చెరసాలలోని ఇబ్బందులు తొలగించబడు తాయి' అని అశించాను, కాని ఈ బిల్లు తీసి చూసిన తరువాత దీనిని గురించి అజ పడవలసిన అవసరం కనుపించ లేదు. కారణం ఏమంటే, నేను ఈ బిల్లు ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్నటువంటి...

I cannot speak in Urdu and cannot express my ideas clearly in English.

.....అయితే ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్నటువంటి శాసనానికి సరిపోయినటువంటి శాసనాన్ని తీసుకు వస్తున్నానుని ఏదైతే అంటున్నారో, అది సవ్యమైనది కాదని చెబుతున్నాను. నన్ను ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉండే జైళ్ళలోనూ ఉంచారు. ఆ రాష్ట్రాలలోని జైళ్ళలో ఉన్నటువంటి అవకాశాలు ఏమిటో, ఈ రాష్ట్రంలోని జైళ్ళలో అవకాశాలు ఏమిటో చదివి చూచాను కాబట్టి, ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్న జైళ్ళలో ఉండే సౌకర్యాలను ఇక్కడ పెట్టలేదని చెబుతున్నాను. అసలు చెరసాలలు ఎందుకు ఏర్పడ్డాయి? ముఖ్యంగా,—తప్పచేసిన మానవుని చెరసాలలోపెట్టి బాగుచేయాలనే ఉద్దేశ్యంతో, యీ చెరసాలలు సంకల్పించ బడ్డాయి. పూర్వం ఈ చెరసాలలు అనేకమైన నిర్బంధాల కఠిన శిక్షలు నిధింప బడుతుండేవి. ఆ కాలంలో ఉండే ఆ మాదిరి ప్రభుత్వాలు ఆ విధంగా చేశాయి అని చెప్పకొన్నా తప్పలేదు. మన ప్రభుత్వము, ప్రజా ప్రభుత్వము వచ్చిన తరువాత కూడ

అతాంటి శిక్షలు గాని, అతాంటి నిర్బంధాలు గాని, ఏమైనా తగ్గించగలిగారా అంటే ఎంత మాత్రం కనుపించడంలేదు. దీనికి కారణం, ఇక్కడ వున్నటువంటి మన నాయకులు, యీనాడు ప్రభుత్వంలో వున్న కాంగ్రెసువారు ఎవరైతే వున్నారో, వారిలో ఎక్కవమోదే యీ జైళ్ళలో వుండలేదేమోనని అనుకొంటాను. కారణం ఏమంటే, యీనాడు ఇతర రాష్ట్రాలలోని జైళ్ళు సంస్కరించబడ్డాయంటే, ఆనాటి బ్రిటిష్ ప్రభుత్వంలో అక్కడ వున్నటువంటి ప్రజానీకంలో ఎక్కువమంది కాంగ్రెసులో ఉండి చాలా కాలంగా పోరాటము సల్పి జైళ్ళలో అనేక సంవత్సరాలు గడిపారు. ముఖ్యంగా మన నేత ప్రధాని నెహ్రూగారు సహా చాలాకాలం జైళ్ళలో వున్నారు. ఆ జైళ్ళలోని కష్టాలు చూసి, సహించలేక, చాలా పోరాటములు సల్పి, వారు అక్కడ తమ హక్కులను సాధించగలిగారు. అందుచేత ఈనాడు ఆ జైళ్ళలో వున్న ఖైదీలకేమీ, ఇతర శిక్షలు పొందినవారికేమీ చాలా సౌకర్యాలు కల్పించబడ్డాయని అనుకొంటాను కారణం ఏమంటే నన్ను మొట్టమొదటి సారిగా తీసుకువెళ్ళి మదరాసు రాష్ట్రంలోని రాజమండ్రి, కడలూర్ జైళ్ళలో ఉంచారు. అక్కడ డెటెన్యూలకు ఇచ్చిన సౌకర్యాలు ఇక్కడ పెద్దదరాబాదు రాష్ట్రంలో డెటెన్యూలకు ఇచ్చే సౌకర్యాలు చూస్తే హస్తీమశాంతరం తేజావుంది.

శ్రీ. శివరావ్ మాధవరావ్ బాగమారే:—क्या “सौरिया” शब्द पार्लमेंटरी है ?

శ్రీ. కె. వెంకయ్య : అక్కడ ఉన్న సౌకర్యాలు ఏమీ ఇక్కడ కనుపించకపోయే సరికి, ఇక్కడ వున్న మిత్రులను మాతోపాటు జైళ్ళలో ఉండేవారిని ప్రశ్నించి తెలుసుకొన్నాము. అప్పుడు కొంతమంది కాంగ్రెసు మిత్రులు కూడా మాతోపాటు జైళ్ళలో ఉన్నారు. అక్కడ వున్న కాంగ్రెసు నాయకులు జైళ్ళలో వుండి పోరాటములు సల్పిన ఫలితంగా అక్కడ సౌకర్యాలు ఇచ్చారు వారితోపాటు ఇతర ఖైదీలకు కూడా సౌకర్యాలు కలిగించారు. మామూలుగా శిక్షలు అంటే క్రిమినల్ శిక్షలు పొందినవారికి కూడా ఇతర సౌకర్యాలు ఇవ్వబడ్డాయి. కాని ఇక్కడ జైళ్ళలో నాయకులు ఉండటంకాని, సౌకర్యాలు కోసం పోరాటాలు చేయటంకాని జరగలేదు. ఒకరు ఇద్దరు, రామానందతీర్థతాంటి వ్యక్తులు వుంటే, వారికిమాత్రం ఎ క్లాసు, బి క్లాసు అని ఇచ్చి కళ్ళు నీళ్ళ తుడిచి వదలిపెట్టారు. ఇతర రాష్ట్రాలలో విధంగా మన నాయకులు కష్టాలు అనుభవించినట్లయితే ఆ కష్టాలను దృష్టిలో పెట్టుకొని, యీ జైళ్ళను ఇంకా సంస్కరించడానికి పూనుకొనేవారేమోనని భావిస్తున్నాను. ఈ జైళ్ళలో ఉన్న విధానం ఏమంటే, జైళ్ళలో పెట్టిన మనిషిని మనిషిగా చూడకూడదు ; ఇతనిని ఎంత కఠినంగా శిక్షిస్తే అంత బాగు పడుతాడు, ఇట్లాచేస్తే ఇకముందు అటువంటి నేరము చేయడు ;—అని తలంచి యీవిధంగా కఠినంగా శిక్షిస్తారు. ఇదే చాలా పొరపాటు అని అనుకొంటాను. కాని, జైలు అధికారులు ఆ విధానం పొరపాటుని తెలిసే చేస్తారో, తెలియక చేస్తారో అర్థం కాదు. తప్పులు చేయటం మానవసహజం. ఎవరైనా తప్పుచేస్తే వారిని తదనుగుణంగా శిక్షపేసి జైలుకు వంపటం అనేది, వాళ్ళు జైళ్ళలో వుండి బాగుపడాలనే ఉద్దేశముతోనే. వాళ్ళను జైళ్ళలో వుంచి బాగుచేయాలి అంటే జైళ్ళలో వుండి అధికారులు ఎవరైతే వున్నారో, వారంతా యీ ఖైదీలను బాగు చేయవలసిన సమర్థులై కలిగినవారా, కాదా, అని ఆలోచించాలి. ఖైదీలను బాగుచేయగలిగిన సమర్థులైన వారేనీ యీ జైలు అధికారులుగా పెట్టి తదనుగుణంగా జైళ్ళను సంస్కరించి, చట్టము చేసినట్లయితే చట్టంతో వున్నంతలాగా ఖైదీలు బాగుపడే అవకాశాలు వుంటాయి. వాకు ఏ సేరం

చేస్తారో, ఆ సేరం గురించి, ఆ జైల్లో ఉండే అధికారులు, ఇతాంటి సేరాలు చేయకూడదనే విధంగా అతనికి సంబంధించిన పాతాలు సేర్పి, వారిని బాగుచేసి, వారిలో హృదయ పరివర్తన కలిగించే పద్ధతి చేస్తే చాలామంది బాగుపడుతారు. వారు జైలునుంచి బయటికి వచ్చిన తరువాత తిరిగి సేరాలు చేయటానికి ప్రయత్నించరు. కానీ, జైల్లో, మానవుడి మానవుడి మాదిరి కాకుండా, పశువుకంటే హీనంగా చూస్తూ, కఠినమైన శిక్షలు వేస్తూ, జంతువులు కుక్కలు కూడా తినటానికి పనికిరాని ఆహారము ఇస్తూంటే, వారు జైల్లో బాగుపడటంకాని వారికి మంచి గుణములు ఏర్పడటంకాని, వారికి హృదయ పరివర్తనము కలగటంగాని ఎప్పుడూ జరుగదు. ఫైదీలకు విధించే శిక్షలు అలా ఉండగా, అండర్ ట్రయల్స్ కును, శిక్షలు పడిన ఫైదీలకును ఏమీ వ్యత్యాసం చూపటంలేదు. ఇంకా రాజకీయ ఫైదీలు ఉన్నారు. రాజకీయ ఫైదీలకుగాని డిటెన్యూలకు కాని ప్రత్యేక సౌకర్యములు చూపింపబడాలనేటది ఏదీ, యీ బిల్లులో చూపించ బడలేదు. సి క్లాసు ఫైదీలకు ఏపైతే సౌకర్యము ఇచ్చారో అవే డిటెన్యూలకు ఇవ్వబడ్డాయి. రాజకీయ ఫైదీలను, డిటెన్యూలను కూడా సి క్లాసు ఫైదీలతోపాటు ఆతి హీనంగా చూస్తున్నారన్న మాట. సి క్లాసు ఫైదీలను అట్లా చూడటమే తప్ప అనుకూలం అంతకంటే హీనంగా వారిని చూడటం జరిగింది. పోలీసులను నిర్దోషులను పాపం అని, పుణ్యం అని లేకుండా వారిని జైల్లో పెట్టి ఫైదీలని చెప్పి, వారిని అమానుషంగా హింసించారంటే, అది ఎంత మాత్రమూ సహించరానిది. డిటెన్యూలుగాని, రాజకీయ ఫైదీలుగాని, సూపరింటెండెంటు వచ్చినపుడు చేతులు కట్టుకొని నిలబడాలి. శిక్షలు పడినవారు చేతులు కట్టుకొని కాళ్ళు ముడుచుకొని, తలవంచుకొని ఒక మూల కూర్చోవాలి. ఇదీ క్రమ శిక్షణ. ఇదీ ఎటువంటి క్రమశిక్షణో మాకు అర్థం కావటం లేదు. వారంతా దేశంకోసం పాటుపడుతూ ఎన్నో త్యాగాలు చేసి జైల్లోకు రావటం జరిగింది. వారు కూడా యీ పని చేయాలంటే యీనాటి ప్రపంచంలో ఇదీ సహించరానిది దీనిని గురించి తగినంత మార్పులు చేస్తే గాని ఏమాత్రమూ ప్రయోజనముండదు. ఇదీ అంతా, ఒక డిసిప్లీన్ అట! దీనిని సక్రమంగా చేయనివారిని చేయలేదని చెప్పి వాళ్ళను చూపించారట. వాళ్ళ నీవులను చిరుగగ్గడతాన్నమాట. ఈ విధంగా ఫైదీలను అనేక కష్టాలు పెడుతారు. దీనిని ప్రభుత్వము చేయిస్తుందో లేక అక్కడ జైలు అధికారులే స్వయంగా ఆ అమానుష కృత్యాలను చేయిస్తున్నారో తెలియదు. అక్కడ జైలు అధికారులే స్వయంగా ప్రభుత్వానికి తెలియకుండా ఫైదీలను అమానుషంగా హింసిస్తున్నారంటే, దీనిని గురించి అనేకసార్లు ప్రభుత్వ దృష్టికి తెచ్చినా విచారణ జరగలేదు. కనీసం జైలులో ఉండే మానవుడు తాను బయట ఏ ఆహారమునకు అలవాటు పడ్డాడో, ఆ ఆహారం ఇవ్వకుండా ముడి వచ్చు జొన్నలు రాళ్ళు, గొంగళిబొచ్చు, మొదలైన చెత్తఅంతా పడేయటంవల్లవాటిని తిని బాధపడుతూ కష్టాలకు గురికావలసి వచ్చినది. జైల్లోపల వుండే వాళ్ళు తమ స్వంత ఖర్చుమీద కూడా తమ అవసర వస్తువులను తెచ్చుకోడానికి, ఆ వస్తువులను ఉపయోగించుకోడానికి పర్మిషనుకూడా ఇవ్వటం జరగటంలేదు. ఇదీ అంతా డిటెన్యూలకే. మద్రాసు రాష్ట్రంలోని జైల్లో ఆ మాదిరి కాకుండా డిటెన్యూగా తీసుకొనబడిన తరువాత, వారు ఏ జాతికి చెందనీ, ఏ మతానికి చెందనీ, విచక్షణ ఏమీ లేకుండా వారికి సత్యకంగా సౌకర్యాలు కల్పించాను. ప్రతి ఆరు మాసాలకు ఒక సారి 30 రూపాయలు ఖరీదు చేసే బట్టలు, ప్రత్యేకంగా తిండి ఖర్చులకు రోజు 3 రూపాయల ఎలవెన్నా పడుకోబోనికి మంచము, దోమతెర కూర్చోబానికి కుర్చీలు, ఇవన్నీ ఏర్పాటు చేశారు. వాళ్ళ

దేశంకోసం, దేశక్షేమంకోసం పాటుపడేవారని చెప్పి, బ్రిటిష్ ప్రభుత్వమే, వారికా సౌకర్యములు చేసింది. బ్రిటిష్ ప్రభుత్వము చేసిన ఆ ఖానూన్ అయినా ఇక్కడ అమలుచేస్తే బాగుంటుంది. ఇది కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం చేసిన ఖానూన్ కాదు. ఆనాడు బ్రిటిష్ ప్రభుత్వం వారే మానవత్వమును అర్థము చేసుకొని, కొంతలో కొంత అయినా, అక్కడే జైల్లో సౌకర్యాలు కల్పించారని చెప్పవలసి ఉన్నది. ఇప్పుడు కాంగ్రెసు ప్రభుత్వమువారు బ్రిటిష్ ప్రభుత్వంవారు కలిగించిన సౌకర్యాల కంటే ఎక్కువ సౌకర్యాలనే ఖైదీలకు కలిగించవలసి యున్నది. కాని అలా జరగటం లేదు. జైలులో ఉండే కాలంలో చదువుకోవడానికి పుస్తకాలు, లైబ్రరీ, వార్తా పత్రికలు, ఈ సౌకర్యాలూ అడుకోవడానికి అవకాశాలు కల్పించటము, ఇవి ఏర్పాటు చేయాలి. తనకుటుంబాన్ని పోషించు కునే ఒక మానవుడిని డిటెన్యూగా జైలులో పెట్టిన తరువాత, అతని కుటుంబ భారాన్ని ప్రభుత్వం భరిస్తుందా అంటే లేదు. ఆ కుటుంబాన్ని నిర్దాక్షిణ్యంగా వదిలిపెడుతోంది. తన కుటుంబాన్ని పోషించుకోవడానికి డిటెన్యూలకు ప్రభుత్వం అలవెన్సులు ఇవ్వవలసి వున్నది. అటువంటి అలవెన్సులు ప్రభుత్వము ఇచ్చుకోలేకపోతే, వారిని వదిలిపెట్టవలసి వున్నది లేదా, వారిని వెంటనే విచారించి నేరం ఋజువుఅయితే జైలుకు పంపించాలి. వారి విచారణను వెంటనే చేయించడం అవసరం. డిటెన్యూలను యీవిధంగా పంపడానికి బదులు యీ డిటెన్యూ విధానం లేకుండా చేయటం అవసరమని ఛావిస్తున్నాను.

జైలు అధికారులు తమకు ఉన్నటువంటి ఆజ్ఞలను మీరే ప్రవర్తిస్తున్నారు. అక్కడ వున్న ఖైదీలను చాలా అగౌరవంగా చూస్తారు. ఖైదీలను అట్లా అగౌరవంగా చూస్తున్నారని కంప్లెంట్ చేసినప్పటికీ ఇషించకుండా వుంటే, వారు ఇంకా చాలా ఘోరాలు చేయటానికి వెనుకంజపెయ్యరు. జైలు అధికారులు, పోలీసు, ఆ ఖైదీలను అగౌరవ పర్చటం ఏమాత్రం సహించరానిది. పెద్ద అధికారుల సంగతి చెప్పనే అక్కర లేదు. చివరికి పోలీసులు, జైల్లో వుండే వార్డుర్లు, సహితం, జైల్లో వుండే మానవులను ఏవిధంగా సంభోధించాలో గుర్తెరగకుండా ప్రవర్తిస్తున్నారంటే, ఇది ఏమాత్రం సహించరానిదని, ఈ మానవ సమాజం దీనిని సహించదని చెబుతున్నాను. అక్కడివారు ఖైదీలనందరినీ, రాజకీయ ఖైదీలుగాని, డిటెన్యూలుగాని, అందరినీ అసభ్యంగా ఆరే, తురే అనటము, ఇంకా చెప్పరాని బూతులను కూస్తూ వుండటం, పైగా ఖైదీలు జైల్లో వున్నారే, మమ్మల్నేమీ చేయగలరనే వద్దతిలో మాట్లాడుతున్నారు. ఇంకా ఇక్కడ వుండే నాయకులకు గాని, అధికారులకు గాని తెలియదా అంటే, వారికి తెలుసు. ఈ విషయం వారికి మెమోరాండాలు ద్వారా తెలియ జేసాము. ఇంకా వారు జైళ్ళను చూడడానికి వచ్చినప్పుడు చెప్పటం జరిగింది. ఈ బిల్లు ఈ వద్దతిలో గాకుండా ఇంకో వద్దతిగా మార్చవలసి వుంటుంది. “ఈ బిల్లులోటి ఇక్కడ ఏదో బ్రహ్మాండంగా ఒరగబెడుతున్నాం, ఇతర రాష్ట్రాలలోని జైల్లో ఏపైలే సౌకర్యాలు ఉన్నాయో, ఆ విధంగా తీసుకురావటానికి ప్రయత్నిస్తున్నాం,” అని ఏదైతే నాగు చెబుతున్నారో, అది అంతా అబద్ధము. మన ప్రక్కనవున్న మద్రాసు, ఆంధ్ర రాష్ట్రాలలో జైల్లోని సౌకర్యాలు అయినా వెంటనే కల్పించాలి. కనుక ఈ బిల్లును తిరిగి మార్చాలి. ఇంకా నాన్ని తీసుకు రావాలని కోరుతున్నాను. లేదా, మేము తరువాత ధీమాకు వచ్చే వా అంగీకరించి అమలులో పెట్టాలని కోరుతున్నాను.

* شری عبدالرحمن (ملک پیٹھ) :- مسٹر اسپیکر سر - میں سمجھ رہا تھا کہ اس مسودہ قانون کو کچھ اصلاح کے ساتھ ہاؤس کے سامنے پیش کیا گیا ہوگا لیکن جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو مجھے افسوس ہوا - میں اصلاح کی توقع اس لئے کر رہا تھا کہ ہمارے معزز وزراء بھی ایک سے زائد مرتبہ جیل کی ہوا کھا چکے ہیں - وہ اچھی طرح واقف ہوں گے کہ وہاں کیسی تکالیف ہوتی ہیں - ان کے ساتھ کس طرح انسانیت کے خلاف سلوک کیا جاتا ہے - لیکن اس قانون کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - اس سلسلے میں ایک آنریبل ممبر شری مادھو راؤ کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ ایسا اعتراض کیا جا رہا ہے جیسے یہ قانون وہ اپنے ہی لئے بنا رہے ہیں - میں کہتا ہوں کہ یہ قانون ان کے لئے نہیں بلکہ اس طرح کی تنقید کرنے والوں کے لئے ان کے بھائیوں کے لئے جو ہمارے ملک کے شہری ہیں اور کسی نہ کسی وجہ سے نا سمجھی یا کوئی غیر اصولی حرکت کرنے کی وجہ سے جیل جاتے ہیں - جیل جانے کے بعد وہ ہماری برادری سے کٹ نہیں جاتے - وہ ہماری شہریت سے علیحدہ نہیں ہوتے - جیل جانے کے باوجود بھی وہ ہمارے سماج ہی میں رہتے ہیں - ہمیں اس نقطہ نظر سے قانون بنانا ہے - خیر مجھے تو جیل جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ جیل میں قیدیوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے - لیکن میرے موکلین جو جیل سے عدالتوں میں آتے ہیں یہ معلوم ہوا کہ انہیں سرکار کی جانب سے غذا اور دوسرے معاملوں میں جو سہولتیں حاصل ہیں ان سے استفادہ کا موقع نہیں دیا جاتا - اس ہاؤس کے ایک آنریبل ممبر شری کے - وی - نارائن ریڈی نے بھونانی اینڈ کمپنی کے حیدرآباد اور سکندرآباد کی جیلوں سے نا جائز طور پر استفادہ کے بارے میں ایک تفصیلی نوٹ میں بتایا ہے کہ یہ لوگ کس طرح جیل کے ٹھیکہ دار بن گئے ہیں - مجھے معلوم ہوا حکومت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ایسی کوئی شکایت نہیں ہے لیکن ان آنریبل ممبر کا یہ ادعا ہے کہ وہ اس رپورٹ کی صداقت کے سلسلے میں ثبوت پیش کرنے آمادہ ہیں - اس رپورٹ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں قیدیوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک ہوتا ہے - انہیں بھا جی کے بجائے پتے اور گھاناس کھلا یا جاتا ہے - جو جوار کی روٹی ملتی ہے اس جوار کو کنکر صاف کئے بغیر پسایا جاتا ہے - اور کچی پکی روٹیاں دی جاتی ہیں - وہ پکی تو رہتی ہی نہیں - کپڑوں کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ایک جوڑا چھ آٹھ مہینے کے لئے انہیں کافی نہیں ہوتا - سال میں تین جوڑے کپڑے انہیں ملنے چاہئیں - محنت اور کام کے قاعدوں کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا انہیں برائے نام معاوضہ دیا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے متمدن ممالک بالخصوص روس میں جہاں کے بعض مضامین مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا وہاں عدالت خود اپنے فیصلے میں سزا کے ساتھ ساتھ لکھ دیتی ہے کہ اس ملزم کو محنت کا معاوضہ اس حساب سے دیا جائیگا - اس طرح عدالت کے فیصلے میں ہی محنت کے معاوضہ کا تعین کر دیا جاتا ہے - یہاں اگر اتنا نہیں کیا جاسکتا تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ جیل میں وہ جو محنت کرتا ہے اس کا اس کو اتنا معاوضہ ملے کہ وہ جیل سے نکلنے کے

بہد کچھ کرسکیں۔ وہاں سے گندہ ذہنیت لپکر نہ نکلیں۔ اور پھر کسی جرم کا ارتکاب کرنے کی جانب راغب نہ ہوں۔

ورنہ یہ ہوگا کہ وہ خالی ہاتھ نکلیں گے تو آج ایک گھر میں چوری کریں گے کل دوسرے کے گھر میں ڈاکہ ماریں گے اس طرح بہت ممکن ہے کہ وہ منسٹروں کے گھرنک بھی پہنچ جائیں۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جب وہ جیل سے چھوئیں تو ان کے پاس کم از کم اتنا سرمایہ ہونا چاہیئے کہ دوسرے ذرائع فراہم ہونے تک وہ اپنی گزر بسر کرسکیں۔

श्री. शेषराव माधवराव वाघमारे:—क्या आपका यह ख्याल है कि कैदियों को वुलन (Woollen) के कपड़े दिये जायें ?

شری عبدالرحمن :— ہاں اگر آپ اولن کے کپڑے زیادہ پسند کرتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں اور اگر کھدر پسند کرتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔ لیکن آپ تو اس نقطہ نظر سے دیکھ رہے ہیں جیسے کہ وہ جانور ہیں۔ جس طرح کسی تہوار میں ایک کپڑا جانور پر ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کو اتار لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر محض اصلاح کردار کی خاطر انہیں حیل بھیجا جاتا ہے تو چاہیئے یہ کہ ان کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے جس سے انکی ذہنیت میں تبدیلی ہو اور جیل سے چھوٹنے کے بعد وہ ایک شریف انسان کی طرح زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس کے بعد پیروں کے تعلق سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پیروں پر رہائی کا طریقہ چین میں بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چین میں جو چیزیں اچھی ہیں اون کی تقلید میں ہماری حکومت کو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ چین میں قیدیوں کو ہر سال پیروں پر چھوڑا جاتا ہے۔ پیروں پر چھوڑنے کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب قیدی پیروں پر چھوٹکر اپنے گھر آئیگا تو اس کے عزیز اقارب اور ملنے جلنے والے اس سے پوچھیں گے کہ پیروں کی مدت پوری کر کے وہ پھر کب جیل جائیگا۔ اس سوال سے اس کو احساس ہوگا کہ اس کو پھر جیل جانا ہے اس طرح اس کو اپنی آزادی کے سلب ہونے کا احساس پیدا ہوگا۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس طرح اس کو چند دنوں کے لئے سکون حاصل ہوگا۔ ان دونوں پہلوؤں کے پیش نظر پیروں پر رہائی کا طریقہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال پیروں پر رہائی کا طریقہ اختیار کیا جانا چاہیئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ابھی ایک آنریبل لیڈی ممبر نے کہا کہ قیدیوں کو سیاسی قیدیوں کو اپنی ضرورت کی چیزیں اپنے پیسوں سے خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے اون کے متعلقین یہ رقم داخل کرتے ہیں۔ لیکن ادخال رقم کے لئے کچھ تواریخ مقرر ہوتی ہیں۔ اگر متعلقین مقررہ تاریخوں میں کسی وجہ سے رقم داخل نہ کرسکیں تو ان قیدیوں کو دوسرے مہینے تک اس رقم سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ حکومت

کو چاہیئے کہ متعلقین جس وقت بھی پیسے داخل کریں جمع کر لئے جائیں - ناکہ قیدیوں کو اس سے استفادہ کا موقع رہے - کیونکہ سرکاری خزانہ پر تو اس کا کچھ بارعائد نہیں ہوتا بلکہ حکومت ایک درد سری سے محفوظ رہتی ہے -

”گنجی“، یا ”قید تنہائی“، ان کے تعلق سے میں کہوں گا کہ یہ نہ صرف خلاف انسانیت ہے بلکہ افعال حیوانی ہیں - مجھے یہ دیکھ کر سخت ملال ہوتا ہے کہ آج بھی ان طریقوں کو روا رکھا گیا ہے جو غیر انسانی افعال ہیں - اس لئے جیلوں سے اس طریقہ کو جلد ختم کرنا چاہیئے - ہاں جو قیدی شریر النفس ہوں انکی حد تک کمیٹی کی طرف سے جو تجاویز پیش ہوں ان پر عمل کیا جاسکتا ہے - اس قانون میں جیلر اور مہتمم کو زیادہ اختیارات دئے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ چند پڑھے لکھے لوگ بھی سیاسی قیدی کی حیثیت سے یا جرائم کے مرتکب کی حیثیت سے جیلوں میں آتے ہیں ایسے لوگوں کے تفویض بھی وہ اختیارات کئے جاسکتے ہیں کیونکہ مہتمم وغیرہ ناجائز طور پر اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہیں - اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وزیرس کو بھی مقرر کیا جاتا ہے جو دیکھ بھال کرتے ہیں - مگر میں کہوں گا کہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک بہت بڑا جیلخانہ چنچل گورہ سنٹرل جیل ہے - باوجود اس کے کہ میں اس حلقہ کا منتخب کردہ ایم - ایل - اے - ہوں اب تک مجھے اس جیل کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا - عموماً وزیرس کی حیثیت سے کانگریس پارٹی کے لوگوں کو مقرر کیا جاتا ہے - اس میں ایسے لوگ نہیں ہوتے جو غیر جانبداری کے ساتھ حکومت کے سامنے اپنے تجاویز رکھیں - میں عرض کروں گا کہ ایسے لوگوں کو بھی اس میں رکھنا چاہیئے - مگر حکومت کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو مقرر کیا جائے جو عیوب کو ڈھانکیں - لیکن میں کہوں گا کہ یہ کوئی ایسے مسائل نہیں ہیں جن سے حکومت کا تختہ الٹنے کا سوال پیدا ہوتا ہو - وزیرس میں بھی اپنی ہی پارٹی کے لوگوں کو شامل کرنے سے مقصد قوت ہو جاتا ہے

مسٹر چیرمن :- آپ اور کتنا وقت لینگے؟

شری عبدالرحمن :- اب میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ میرے وہ ساتھی جیلوں کے تعلق سے تفصیلی طور پر اظہار خیال کر سکیں گے جو جیل جاچکے ہیں کیونکہ انہیں وہاں کا تجربہ ہے - اور منسٹر صاحبان بھی تفصیلی وضاحت کر سکیں گے - اتنا کہتے ہوئے میں ختم کرتا ہوں -

شری نارائن راؤ (بلوچی) :- مسٹر اسپیکر - اس قانون کے تعلق سے اب تک جو مباحث ہوئے ہیں ان سے اور میں نے سرسری طور پر اس قانون کا جو مطالعہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے جو قانون محاسب سرکار عالی نافذ تھا اس کو منسوخ کر کے اس جمہوری قانون کو نافذ کرنے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے - میں کہہ سکتا ہوں کہ قانون محاسب سرکار عالی میں جو سختیاں تھیں وہ اس قانون میں باقی نہیں رہی ہیں - اس قانون میں ہتکڑی لگانے کا جو طریقہ تھا وہ نہایت ہیمنانہ اور انسانیت کے خلاف تھا - لیکن اس قانون

میں اس کو باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ہمیں اس قانون کو خوش آمدید کہنا چاہیئے۔ پہلے سزا کی خاطر جیلوں کو بھیجا جاتا تھا لیکن اس قانون کی رو سے یہ تصور قائم کیا جا رہا ہے کہ کسی کو جیل بھیجنا محض اس لئے مقصود ہے کہ اس کی ذہنیت کی اصلاح ہو سکے۔ آج مصلحان قوم کا رجحان یہ ہے کہ جب قیدی محابس میں جائیں تو وہاں انکی ذہنیت کی تربیت ہو تاکہ وہ جیل سے نکلنے کے بعد کسی قسم کا گناہ نہ کرنے کی طرف مائل ہوں۔ آج اس خیال کے تحت محابس میں بھیجا جاتا ہے۔ میں کہوں گا کہ محابس میں آج وہ طریقہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔

ابھی ایک آنریبل ممبر تلگو میں فرما رہے تھے کہ اس وقت نظر بندوں کے لئے بہت سے دفعات تھے۔ مجھے بھی جیل جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے جیل میں چودہ مہینے گزارے ہیں۔ میں جس جیل میں تھا وہاں کسی طرح کی تکلیف نہیں تھی۔ سیاسی قیدی ہوں یا دوسرے جرائم کے تحت قید ہوئے ہوں ان کو بھی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ایک آنریبل دوست نے جو ترمیم کی ہے میں بھی اس سے متفق ہوں کہ تازیانہ کی جو سزا ہوتی ہے وہ نہایت بہیمانہ اور خلاف انسانیت ہے اس لئے اس کو رائج نہیں رکھنا چاہیئے۔

پھر حال مجموعی طور پر دیکھا جائے تو میں کہوں گا کہ یہ قانون ایسا نہیں ہے جیسا کہ اپوزیشن کے آنریبل ممبر اس کے متعلق خیال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قیدیوں کی ذہنیت کو تبدیل کرنے میں یہ قانون ضرور مدد کر دیگا۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री. भुजंगराव:—अध्यक्ष महोदय, मी या विधेयकावर आपले विचार सभागृहापुढे ठेवत आहे. वास्तविक जेल याचा अर्थ जो शिक्षा झालेला किंवा जेल 'मध्य'.....

مسٹر چیرمن:—میرا خیال ہے کہ آنریبل ممبر ہندی جانتے ہیں۔

شری بھجنگ راؤ:—اس قانون کا منشاء یہ ہونا چاہیئے کہ جو اشخاص خلاف انسانیت افعال کر کے سزا بھگتتے ہیں پھر ایسی نوبت نہ آئے کہ وہ ویسے ہی افعال کے مرتکب ہو کر سزائے مستوجب قرار پائیں۔ سزا جو کسی مجرم کو دی جاتی ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آئندہ وہ خلاف انسانیت افعال نہ کرے۔ بالفاظ دیگر جیل خانے ایک طرح کے اصلاح خانے ہوتے ہیں۔ افعال کی اصلاح کے لئے مجرمین وہاں بھیجے جاتے ہیں اس قانون کو دیکھ کر میں اس پوائنٹ پر پہنچا ہوں کہ جیل خانوں میں جو قیدی آتے ہیں وہ برے افعال کر کے ہی نہیں آتے ہیں بلکہ سیاسی قیدی بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض قیدی ایسے ہوتے ہیں جن کو اروپ لگایا جاتا ہے۔ مجرمین کو جو بعض سہولتیں ملتی ہیں وہ اس قانون میں نہیں ہیں یعنی سیاسی قیدیوں کو جو سہولتیں ملنی چاہئیں اس میں نہیں ہیں۔ ساتھ ہی عام مجرمین کے تعلق سے بھی ان کو جرائم سے باز رکھنے کے لئے جو سہولتیں دی جانی چاہئیں وہ اس قانون میں نہیں ہیں۔ قیدیوں کے خیالات کی

اصلاح کے لئے اور ان کو اچھا بنانے کے لئے کوئی پراویژن اس قانون میں نہیں ہے ممکن ہے کہ آئندہ قواعد کے ذریعہ ایسی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ ہمارا منشا بھی یہی ہے کہ کم از کم قواعد میں یہ چیز رکھی جائے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ قید تنہائی اور تازیانہ یہ دونوں قسم کی سزائیں جمہوری حکومت میں رائج رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے یہ دونوں قسم کی سزائیں منسوخ کیجانی چاہئے اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرونگا کہ مجرمین سے جو نوگھنٹے کام لیا جاتا ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ کسی صورت میں بھی آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جانا چاہئے۔ ملازمین سرکار سے بھی چھ سات گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاتا ہے اس لئے میں کہوں گا کہ مجرمین سے اس طرح زیادہ کام لینا سختی پر مبنی ہوگا۔ اسکے ساتھ ساتھ میں کہوں گا کہ مجرمین کے ملاقاتی جو اون سے ملنے کے لئے آنا چاہتے ہیں علاوہ مشیران قانونی کے انکو بھی ملنے کی اجازت دیجانی چاہئے۔ بہت سے قیدیوں کو اپنے گھر کی باتیں کاروباری معاملات بتلانا پڑتا ہے جسکی وجہ سے وہ کسی کی موجودگی مناسب نہیں سمجھتے۔ یہ اصول اسمیں رکھنا مناسب ہوگا

تیسری بات یہ ہے کہ قیدیوں کو جو لباس دیا جاتا ہے وہ ناکافی ہے۔ اور صحت کے اصول سے بھی وہ غیر مناسب ہے۔ انہیں وہاں جو کچھ بھی معمولی اجرت ملتی ہے اس سے وہ کپڑے برتن۔ کتائیں خرید سکیں اس کا اصول اس قانون میں ہونا چاہئے۔

باقی امور میں ترمیمات کے وقت پیش کرونگا۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री. रामराव आवरगांवकर (गेवराजी):—अध्यक्ष महोदय, जिस बिल के बारे में मैं अपने कुछ विचार रखना चाहता हूँ। अब तक जिस बिल पर अधर अधर के कुछ माननीय सदस्यों ने चंद चीजें हाबुस के सामने रखीं। तुरंग के संबंध में मुझे यह कहना है कि हमें मानवता की दृष्टि से जिस प्रश्न की तरफ देखना चाहिये। हम में से कोजी भी चाहे वह जिस तरफ का हो या उस तरफ का, यह नहीं कहता कि तुरंग बरखास्त कर दो। हम अतना ही कहना चाहते हैं कि मानवता की दृष्टि से हमें ऐसे सुधार करने चाहिये जिनसे जेल से छूटकर आने के बाद वह एक अच्छा नागरिक बन कर कुछ अच्छा काम कर सके और समाज में यह बता सकें कि आज की लोकशाही में जो जेल हैं, वे मानवता के सुधार करने के केंद्र हैं। जैसा कि मंत्री महोदय ने कहा कि हम जेलों को मानव-सुधार के केंद्र बनाना चाहते हैं, हम उनकी राय से सहमत हैं।

श्रीमती आशाजी बाघमारे:—सहूलतें दी गयी हैं, सुधार करना हर अन्सान का फर्ज है। जेल क्या कोजी मशीन है?

श्री. रामराव आवरगांवकर:—मेरा यह कहना नहीं है कि सुधार करने का मक्ता किसी एक पार्टी का है। हमें सबसे पहले देखना चाहिये कि आज गुनहगारों की संख्या क्यों बढ़ती है? समाज में गुनाह क्यों होते हैं? मैं कहूंगा कि हमारा आज का जो मजबूती निजाम है, उसके लिहाज से

देखेंगे तो मालूम होगा कि हमारे देश में बहुत बेरोजगारी है। जिसका मतलब यह नहीं कि हम गुनहगारों को सहूलतें दें। हम सहूलतें किसी कदर नहीं देंगे। लेकिन साथ ही साथ हमें ह्यूमन पॉइंट ऑफ व्यू (Human point of view) से भी अनुकी तरफ देखना चाहिये। लेकिन जेल के अंदर जानेवालों में जो सुधार करना चाहिये, वह जिसलिये कि समाज का ऐसे लोगों से संरक्षण हो और जनता को सहूलत हो। साथ साथ चोरी, डकैती और गुंडेगिरी करनेवालों को भी दहशत हो कि वे अगर जिस तरह से लोगों को सतायेंगे और नुकसान पहुंचायेगे तो उसका नतीजा अच्छा नहीं होगा। जिसलिये जिस चीज पर ज्यादा जोर दिया जाना चाहिये कि जो लोग जेलसे बाहर आयेंगे वे सनअत यापता होकर एक अच्छे नागरिक की हैसियत से ही बाहर निकलें। जिसकी कोशिश हम न करें तो ऐसा होगा कि कल ही वह छूटा और दूसरे दिन फिर उसने कहीं डाका मारा या चोरी की। मैं समझता हूं कि जो चोरी करनेवाले लोग हैं, उनको दो हिस्सों में तकसीम करना चाहिये। आदतन चोरी करनेवाले या गुनाह करनेवाले लोग बहुत कम होते हैं। आज का हमारा जो मआशी बोहरान है उसकी वजह से भी हम देखते हैं कि चंद मासूम गुनहगार भी जिसमें फंस जाते हैं। जिसका मतलब यह हो जाता है कि बहुत से लोग अपनी परेशानी के खातिर या मजबूरी के खातिर गुनाह करने पर मजबूर हो जाते हैं। जिसलिये हमें जेलों को एक सनअती शिक्षा केंद्र बनाना चाहिये जिससे गुनाह करनेवाले लोग अच्छे नागरिक बन सकें। जिस कानून में सब से खराब चीज जो मालूम होती है वह यह है कि ताजियाना यानी 'फटके की सजा और टिकटी की सजा।

श्री. शेषराव माधवराव वाघमारे:—हर वक्त यह सजा नहीं दी जानेवाली है।

श्री. रामराव आवरगांवकर:—कानून में यह चीज रखी हुअी है। मैं अपने दिल की बात नहीं कह रहा हूं, और अधुर के मंबरोन न भी यह चीज रखी, मैंने ही रखी है ऐसी चीज नहीं है। जिस तरह की सख्त सजा को जिस बिल पर जब तरमीमात पेश किये जायेंगे उस वक्त निकाल दिया जाय तो बहुत अच्छा होगा। एक माननीय सदस्य ने कहा कि जिसकी दफा ३५ के तहत जिसको सजा दी जायेगी उसको नौ घंटे काम दिया जायेगा। यह काम लोकशाही के किस असूल में आ सकता है यह मैं पूछता हूं? मैं समझता हूं कि काम के घंटों को भी हमें कम करना पड़ेगा। आज जेलों में जितनी गिजा मिलती है वह उतनी नहीं मिलती जितनी कि एक शख्स के लिये जरूरी होती है। जिस बात से सभी माननीय सदस्य असुफाक करेंगे ऐसा मेरा ख्याल है। सजा ज्यादा दी जायेगी और काम भी ज्यादा दिया जायेगा तो अनुकी तबीयत पर परिणाम होने का अंदेशा है। जिसलिये ९ घंटे काम करने की जो शर्त रखी गयी है उसको अमेंडमेंट के वक्त कम किया जाना चाहिये। दफा ४५ के तहत जो कैदी जेल के अंदर गुनाह करेंगे उनके लिये कुछ सजाओं रखी गयी हैं। जिसमें एक बड़ी ताज्जुब की चीज मालूम हुअी कि अगर कोअी बीमारी का झूठा बयान करे तो उसको सजा होगी। जिससे कैदियों को सताने के लिये बहुत से अफसर फायदा लेंगे, यह मेरा जाती तजरुबा है। जिस चीज का डर बता कर कैदियों से बहुत कुछ काम लिये जा सकते हैं। इसी तरह से कपडे वगैरा का प्रांवीजन कैदियों के लिये रखा गया है। मेरा तजरुबा है कि जेलों के बहुत से अफसर कैदियों के राशन में से पैसा मारते हैं। जिसमें और एक प्रांवीजन है कि जो लोग गुनाह करेंगे उनको लिबास न दिया जाकर ताडपत्री बोरिया वगैरा दिया जायेगा। जिससे

क्या होगा ? कैदियों ने गुनाह किया है ऐसा कह कर कपडा बचाने को कोशिश करेंगे और करपशन बढ़ जायेगा। इस तरह से पैसा बचाने की कोशिश करेंगे। इसलिये यह बहुत बुरी बात है। इसको नहीं रखना चाहिये। इस तरह से उस तरफ के अंक माननीय सदस्य ने यह भी कहा कि इस तरफ के मॅबर इसलिये नुकताचीनी करते हैं कि वे चाहते हैं कि अगर उन्हें फिर से जेल में जाने का मौका आये तो ज्यादा से ज्यादा सहुलतें उन्हें मिल सकें। लेकिन ऐसी बात नहीं है। हम जानते हैं कि कोअी भी कानून किसी अंक मॅबर के लिये या इस पक्ष के लिये या उस पक्ष के लिये नहीं बनाया जाता और न बनाया जाना चाहिये। लेकिन उन्हें यह भी नहीं भूलना चाहिये कि आज जेल में जाने की हम लोगों की बारी होगी तो मुमकिन है कि कल या परसों उस तरफ के भी लोगों की बारी आ सकती है। अगर वह बारी आओ तो फिर उन्हें पछताना न पडे कि जब हम लोग उस तरफ के लोगोंके लिये कानून बना रहे थे उसी वक्त अगर तरमीमात लाकर सहुलतें हासिल कर लेते तो अच्छा होता। इस बात का ख्याल रखकर उन्हें जेलों में जानेवालों के लिये जो सहुलतें वे मुहैया कर सकते हैं वह करनी चाहियें। इससे मुझे कुछ ज्यादा कहने की जरूरत नहीं है। अंत में मैं अितना ही कहूंगा कि गुनहगारों को जरूर सजा होनी चाहिये लेकिन वह इस लिहाज से होनी चाहिये कि वे भी अिन्सान हैं और हमें उनको सुधारना है। अितना कह कर मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्री. माधवराव धोनसीकर (बुधगीर-जनरल) :—अध्यक्ष महोदय, इस बिल पर अब तक काफी बहस हुयी है, लेकिन कैदियों के बारे में जो सहुलतें दी गयी हैं उनसे कोअी ज्यादा फायदा मुल्क का होगा ऐसा मेरा ख्याल नहीं है। अभी अभी हमारे चंद साथियों के साथ चंचलगुडा जेल देखने का मुझे मौका मिला था। वैसे तो १९३८ से लेकर १९४६ तक तीन बार जेल में जाने का सौभाग्य मुझे प्राप्त हुआ है और पिछले जमाने में करीब २७ महीने मैं जेल में रह चुका हूं। उसके बाद अभी अपने साथियों के साथ मैं जेल देखने के लिये गया था। लेकिन जेलखानों में जो सहुलतें मुहैया करने की कोशिश की जा रही है वह कोअी मुल्क के लिये मुफीद चीज साबित नहीं होगी। जिन लोगों ने चोरी की है, डाके डाले हैं, खून किये हैं उनको हम सहुलतें दें, पेरोल पर छोड़ें तो उसका नतीजा क्या होगा ? दूसरों के बारेमें शायद आप नहीं जान सकेंगे लेकिन अगर खुद आपके बेटे या वालिद को खतम करनेवाला गुनहगार पेरोल पर छूट कर गांव आये या उसको कोअी खास सहुलतें दी जायें तो उसको आप खुद बर्दाश्त नहीं करेंगे। कैदखानों में अितनी सहुलतें जरूरी हैं अतनी सहुलतें देनी चाहियें इससे कोअी अिन्कार नहीं करता। लेकिन जेलखानों में जाकर वहां कोअी खलल पैदा करे, लोगों को मिलाकर बगावत करने की कोशिश करे तो उसको कोअी हुक्मत बर्दाश्त नहीं कर सकती। इसीलिये तनहाओ जैसी सजाओं आम तौर से जेलों में रखी जाती हैं। इसका मतलब यह नहीं है कि जो अमनपसंद लोग हैं उनको भी कडी सजायें दी जानी चाहिये। इस बात को हम भी पसंद नहीं करते। अितना ही नहीं बल्कि कोअी भी यह नहीं चाहेगा कि देश के अंदर जेल मौजूद हों, क्योंकि जिस देश में ज्यादा संख्यामें जेल होते हैं उस देश में कितनी चोरियां, डकैतियां या खून होते होंगे उनका अंदाजा इससे लगाया जा सकता है। इसको कोअी भी पसंद नहीं करेगा और जो गुनाह करते हैं उनके बारेमें हम अिन्सानियत की दृष्टि से सोच सकते हैं, लेकिन जिस शास्स ने अिन्सानियत की दृष्टि से दूसरे अिन्सानों के साथ जो व्यवहार करना चाहिये था वह नहीं किया उसको बेहद सहुलतें पहुंचाने से क्या फायदा होगा ? यह सही है कि हमें

यह देखना चाहिये कि उसके साथ नाअिन्साफी न हो, उसको तालीम दी जाय और अेक अच्छा नागरिक बनाया जाय। इसकी तरफ हमें कोशिश करनी चाहिये। लेकिन इसका मतलब यह नहीं कि उसको जो सहूलतें मिलती हैं उससे वह बाहर आने के बाद फिर गुनाह करने के लिये प्रवृत्त हो और फिर जेल में जाये। इसलिये ९ घंटे काम दिये जाने के बारे में जो अेतराज अुठाया जा रहा है वह मुझे गलत मालूम होता है। उसको सजा के तौर पर काम दिया जाना चाहिये इसमें कोअी शक नहीं।

*The House then adjourned till Half Past Two of the Clock
on Monday, the 6th September, 1954.*
